نمبر ۴۶ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۲۵ جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات

کچھ دنوں سے متواتر لنگر خانہ کی ضروریات کیطرف قوم کو توجہ دلا رہا ہوں اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ احباب میں بیداری کی حس پیدا ہوئی ہے چنانچہ سیالکوٹ کی جماعت نے ایکہزار روپیہ یکمشت چندہ جمع کرنیکی تجویز کی ہے اور نصف کے قریب وہ بھیج چکی ہے۔ ایسا ہی گجرات سے ماسٹر ہدایت اللہ صاحب نے مجھے لکھا ہے کہ وہاں کی جماعت بھی ضروریات لنگر خانہ کیلئے یکمشت چندہ کر رہی ہے اسیطرح میں یقین کرتا ہوں کہ بعض دوسرے مقامات پر بھی یہ تحریک کم و بیش اپنا اثر کر رہی ہے۔ سالانہ جلسہ اب بالکل قریب ہے۔

اور یہ نمبر انشاء اللہ اس وقت شایع ہو گا جبکہ بہت سے بھائی اپنے گھروں سے دارالامان کو ارادہ سے نکل کھڑے ہونگے۔

وہ کچھ مکانات جنکا میں ذکر کر تا رہا ہوں قریبا تیار ہو گئے ہیں۔

اب بار بار اس امر کے ذکر کرنیکی حاجت نہیں معلوم ہوتی کہ قحط سالی کیوجہ سے جبکہ ۸ سیر روپیہ کی گندم بمشکل بک رہی ہے لنگر خانہ کے اخراجات میں ہزار روپیہ سے متجاوز ہو گئے ہیں! ایسا ہی مہمانوں کی دیگر ضروریات بڑھ رہی ہیں کیونکہ آنیوالے لوگوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ بار بار یاتون من کل فج عمیق کی وحی بتا رہی ہے کہ فوج در فوج لوگ آنیوالے ہیں اور اس قریب زمانہ میں اس وحی کا کثرت سے ہونا دلالت کرتا ہے کہ وہ دن قریب ہے! اگرچہ اسکے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کو بشارت دی ہوئی ہے یاتیک من کل فج عمیق مگر وہ مبارک ہونگے وہ لوگ جنکو اموال ایسے کاموں میں صرف ہوں جو خدا تعالیٰ کے مسیح موعود کے اپنے ہاتھ سے سر انجام پاتے ہیں پس اس وقت ضرورت ہے کہ یکمشت رقوم بھیجی جاویں اور ماہواری چندوں کا باقاعدہ التزام ہو لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام آنا چاہیے

آخر میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ قحط سالی کیوجہ سے ماہواری اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں اور دو چند سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔

او چہارم آن است و پنجم مگر او ششم آن است و نہ کمتر ازین و نہ زیادہ بر خدا
ہمراہ آنہا است ہر جا کہ باشند بعلم آدر دن بر تفصیل و حقیقت آن حوالہ بخدا میکنیم
زیرا کہ چنانچہ او بی مثل است ہمین طور ہر صفت او بی مثل است العرض و مع خواست
معانی از مسیح موعود علیہ السلام ازین سبب میکنم کہ مفسرین دیگر طور میگویند۔
مثلاً از وجہ توجہ و از نور بصر و از احاطۂ او احاطۂ علم او و از قرب او قرب قدرۃ
او و از ظاہر غالب و از معی معیت علم او مراد میگیرند و میگویند کہ فرمودۂ خدا این
است لہذا فیصلہ میخواہم کہ کدام معانی صحیح ہستند و فرمودۂ خدا کدام معانی
است یعنی آن معانی صحیح است کہ ازین معلوم میشود و دیگر تفصیل بخدا حوالہ میکنیم
و یا معانی دیگر تفاسیر صحیح است کہ ہر صفت را تاویل دادہ است فقط و السلام

العارض غلام محمد افغان۔

جواب از طرف حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

واضح باد کہ مذہب ما ہمین است کہ درین امر ہیچ دخل
نمی باید داد چرا کہ خدا تعالےٰ فرمودہ است کہ لا تدرکہ الابصار و ھو یدرک
الابصار و آنانکہ دخل دادہ اند آنان اگر خطا کردہ اند معذور بقول خود خواہند
شد و این قدر کافی است کہ امنا بہ کل من ربنا۔ و السلام

مرزا غلام احمد۔

حقیقت نماز شایع ہو گئی۔

کتاب حقیقت نماز جس میں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی
تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ شایع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر
ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسائل کو بڑی وضاحت سے بیان
کرنیکے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر ضمناً بحث کی ہے اور
جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰؍ جولائی ۱۹۰۶ء میں
بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر
بھی درج کیگئی ہے کتاب کی قیمت بلحاظ اس کی خوبیوں کو کم ہے
یعنی معہ محصول ڈاک عہ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست
ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان۔

رسالہ

ردّ چکڑالوی

الموسوم بہ ظہیر نمبر اوّل

یہ ایک عجیب و غریب رسالہ ہے جو پڑھنے والیکو عام فہم عبارت
میں تدبر اور تفکر سے کام لینے کی ہدایت کرتا اور غور اور خوض کرنیکی عادت
ڈالتا ہے اور جس میں علمی اور عقلی طور پر صرف قرآن کریم سے ہی استدلال کر کے
چکڑالوی کے خیالات کا قلع قمع کیا گیا ہے اس کا طرز بیان بالکل ایک نئے
رنگ کا ہے جو پڑھنے والے کے اندر بفضل خدا ایک نئی روح پیدا کر دیتا
ہے اور ایسی سادگی سے لکھا گیا ہے کہ ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی
نہیں چاہتا۔ الغرض یہ لاجواب رسالہ جس کا ایک ایک فقرہ قابل قدر ہے
ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔ اور ہر ایک شخص کو خواہ وہ
عیسائی ہو یا آریہ برہمو ہو یا دہریہ اس کے مصنف منشی محمد ظہیر الدین صاحب
کے باریک اور عمیق خیالات سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

یہ رسالہ حضرت حکیم الامت نے بھی دیکھا ہے اور اس پر آپ نے
یہ رائے دی ہے ”جو میں نے اس رسالہ کو دیکھا ہے اور جہاں تک
مجھے بحمد اللہ فہم ہے عزیز محمد ظہیر الدین نے اس کے لکھنے میں بہت کوشش
کی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص سے زور لگایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس
کی محنت کو مثمر بثمرات نیک کرے“ نور الدین۔ ۷؍ جون ۱۹۰۷ء

یہ رسالہ دفتر الحکم قادیان سے ۵؍ پر مل سکتا ہے۔ چودہ جلدوں
کے خریدار سے صرف للعہ روپیہ لئے جاویں گے محصول ڈاک
ہر صورت بذمہ خریدار۔

”چیستان مرزا“ کا حل۔

۲۲؍ دسمبر ۱۹۰۶ء کو تیار ہو چکا ہے۔ تجویز ہوئی ہے کہ اس کو
رسالہ کی صورت میں شایع کیا جاوے۔ کاپی لکھی جا رہی ہے۔ ایڈیٹر
مرقع امرتسر جن کی درخواست پر یہ مضمون لکھا گیا ہے مطمئن رہیں کہ
انشاء اللہ یہ چھپا ہوا رسالہ ان کی مقرر کردہ تاریخ کے اندر اندر ان کو
ضرور پہنچ جاوے گا۔ گھبرائیں نہیں۔

ناظرین یہ جواب اس مضمون کا ہے جس کو ایڈیٹر صاحب نے
دسمبر ۱۹۰۶ء کے مرقع میں انعامی رقم مبلغ پانسو روپیہ کے وعدہ پر شایع
کیا ہے۔ و السلام۔

فضل دین مدرس قادیان۔

خطبۂ جمعہ

از حکیم الامۃ — ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ - اما بعد - اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصادقون [۲۶/۱۴]

قرآن میں بہت جگہ پر اس قسم کا ذکر پایا جاتا ہے کہ اکثر لوگ اس قسم کے ہوا کرتے ہیں کہ زبان سے تو وہ بڑے بڑے دعوے کیا کرتے ہیں مگر عملی طور پر کوئی کارروائی نہیں دکھاتے زبان سے وہ ایسی ایسی باتیں بھی کہہ لیتے ہیں جن کو اُن کے دل نہیں مانتے - چنانچہ قرآن کریم کے شروع میں ہی لکھا ہے - ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین [۱/۲] ایسے لوگ اللہ پر ایمان لانے اور آخرت پر ایمان لانے کے زبانی دعوے تو بہت کرتے ہیں مگر ان کے دل مومن نہیں ہوتے اسی لئے باوجود اس کے کہ وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لانے کا دعوے کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو مومنوں میں سے نہیں سمجھتا - وہ لوگ تو کہتے ہیں کہ ہم کو اللہ پر اور آخرۃ پر ایمان ہے مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما ھم بمؤمنین کہ وہ اللہ کے نزدیک مومن نہیں۔ ایسے ہی ایک اور جگہ قرآن کریم میں لکھا ہے - اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون [۲۸/۱۳] کہ بہت سے آدمی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اے محمد صلعم تو ہمارا رسول ہے لیکن ہم قسم کھاتے ہیں کہ یہ لوگ جو اس قسم کے دعوے کرتے ہیں تو یہ صریح جھوٹے ہیں اور منافق ہیں کیونکہ ان کا عمل دراصل ان کے دلی ایمان کے خلاف ہے - اور جو باتیں یہ زبان سے کہتے ہیں اُن کے دل ان باتوں کو نہیں مانتے اسی واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -

انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصادقون - کہ مومن وہی لوگ ہوتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور ایمان لاتے ہیں اللہ کے رسول پر اور اگر ان پر کچھ مشکلات آ پڑیں تو کوئی شک وشبہ نہیں لاتے بلکہ جاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ وہ اپنے مالوں اور جانوں سے خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں لیکن وہ ایسا نہیں کرتے کہ کسی اور کی کمائی سے یا کسی اور کا مال حاصل کر کے خدا کی راہ میں خرچ کر دیں - کیونکہ وہ سوچتے ہیں کہ پھر ان کو کہاں سے دونگا اس لئے وہ خود کما کر اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں -

آج کل قحط کا زور ہوتا جاتا ہے مومن کو چاہئے کہ اپنی روٹی کا ایک حصہ کسی ایسے شخص کو دیدیا کرے جس کے پاس روٹی نہیں - اگر اس میں سے نہیں دے سکتا تو کوئی پیسہ ہی سہی کہ وہ بیچارہ خرید کر کے ہی کھالے - مومن آدمی کو تو خدا کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ نہیں ہوتا - دیکھو آجکل سردی کا موسم ہے کسی مفلس کو اوڑھنے کے لئے کپڑا دینے سے تم کو دریغ نہیں کرنا چاہئے - مومن کو جُوں جُوں ضرورتیں پیدا ہوتی رہیں سب میں شرکت لازمی ہے - اسی واسطے مَیں نے یہ آیات پڑھی ہیں کہ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں اللہ پر اور اللہ کے رسول پر ایمان ہوتا ہے اور وہ اپنے مال اور جانیں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں کیونکہ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہمارا خرچ کرنا ضائع نہیں جائیگا - اور ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا کے نزدیک بھی صادق اور سچے مومن ہوتے ہیں - اور پھر اس کے آگے فرمایا قل اتعلمون اللہ بدینکم - کہ کیا تم لوگ زبانی دعوے کرنے سے اللہ تعالیٰ کو اپنی دینداری جتلانی چاہتے ہو؟ اللہ کے نزدیک تو تب ہی صادق ٹھہر سکو گے جب عملی طور پر دُکھوں دردوں اور مصیبتوں میں ثابت قدم رہو گے اور اپنے مالوں اور جانوں سے دوسروں کی غمخواری کرو گے اور محتاجوں اور غریبوں کی امداد کرو گے - یاد رکھو دوسروں کی غمخواری بہت ضروری ہے لیکن یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی ہی توفیق سے ہو سکتا ہے - اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے - آمین - ایک اور ضروری بات جو اس زمانہ کے لئے نہایت ضروری ہے مَیں بیان کرنی چاہتا ہوں - کہ حضرت صاحب نے ایک دفعہ بہت سے زمینداروں کو اکٹھا کر کے بتایا تھا - کہ مَیں نے دیکھا ہے کہ اس ملک پنجاب میں سیاہ رنگ کے پودے لگائے گئے اور پودے لگانے والوں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ طاعون کے پودے ہیں آخر وہ پودے لگے اور لوگوں نے اس کے پھل بھی کھائے - اب حضرت صاحب کو پھر فرمایا ہے اور پے در پے الہامات ہوتے ہیں - کہ عنقریب طرح طرح کی نئی نئی بلائیں وبائیں اور بیماریں پھیل جائیگی اور عالمگیر قحطوں اور زلزلوں سے دُنیا پر سخت درجہ کی تباہی آئیگی اور شدت سے طاعون اور دوسری آفات دُنیا کو گھیر لینگی اور وہ وقت نہایت ہی قریب ہے جبکہ اس قسم کے خطرناک مصائب دُنیا کو بدحواس اور دیوانہ سا بنا دیں گے - اب دیکھو چار بلاؤں کا مقابلہ دُنیا کو کرنا پڑیگا - ایک تو خاص وبائیں دوسرے شدت سے ایک نئی قسم کی طاعون تیسرے سخت زلزلے چوتھے قحط شدید - اوروں کو جانے دو ان میں سے ایک قحط کو ہی لو - گو بچے تو اس بات کو نہیں سمجھ سکتے مگر وہ لوگ جن کے کنبے ہیں خوب سمجھتے ہیں کہ کن کن تکلیفات کا سامنا ہو رہا ہے آگے ربیع کا موسم آیا ہے اس میں اور بھی مشکلات نظر آتے ہیں - اور پھر اس کے ساتھ ہی وبائیں ہیں طاعون ہے زلزلے ہیں - اس لئے چاہئے کہ استغفار اور لاحول اور الحمد اور درود شریف بہت پڑھو اور صدقہ اور خیرات بہت دو اور دعاؤں میں کثرت سے لگے رہو - مگر افسوس کہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ "او کیا ہے - مرنا تو ہے - کیا تم نے نہیں مرنا؟ آخر سب نے ہی مرجانا ہے بات ہی کیا ہے" - مگر خوب یاد رکھو کہ جس کے گھر پر مصیبت آتی ہے وہی جانتا ہے کہ اس قسم کی باتیں کس موقع پر انسان مُنہ سے نکالا کرتا ہے - افسوس کہ اکثر لوگوں میں بدظنی کا مادہ بہت بڑھ گیا ہے مگر وہ یاد رکھیں کہ اُن کی بدظنیوں سے کسی کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچیگا مگر اُن کو نقصان پہنچ گیا - میرا کام کہنا ہے سو وہ تو مَیں کسی نہ کسی صورت میں کہہ ہی دوں گا - اکثر آدمی کہہ دیتے ہیں - کہ "میاں! یہ سب باتیں

کہنے کی ہوا کرتی ہیں ان کو دیکھا ہوا ہے ہمیشہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں کیا انہوں نے مر کر دیکھا ہوا ہے۔ اس قسم کے وعظ کرنے کی تو ان کی ایک عادت ہے۔ مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ باتیں میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ قرآن کریم میں لکھا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ۔ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سو میں نہایت ہی درد بھرے دل سے کروڑوں دفعہ تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھو۔ اور صدقہ اور خیرات بہت کرو۔ اور رو رو کر خدا سے دعائیں مانگو کہ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین۔ یہ نہایت ضروری باتیں ہیں جو میں تمہیں پہنچا دیتا ہوں۔ دیکھو چار بلائیں سامنے ہو رہی ہیں قحط کو تو خود تم بھی محسوس کر رہے ہو اگر انسان بڑی محنت بھی کریگا تو کس قدر کما لے گا۔ عام لوگ تو ۸ یا ۹ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں کما سکتے۔ آجکل چھ سیر روپیہ کا آٹا بکتا ہے اور ہر ایک چیز گراں ہو گئی ہے۔ اس لئے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ بد صحبتوں سے کنارہ کش رہو۔ بعض صحبتوں میں بیٹھکر انسان پھر انھیں کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے اور بعض طبیعتیں ہوتی ہیں کہ وہ دوسروں کا اثر جلدی قبول کر لیتی ہیں۔ کسی نے نظم سنائی تو اور اگر کسی نے نثر سنائی تو کسی نے نکتہ چینی کی تو اور اگر کسی نے غیبت شروع کر دی تو ایسی طبیعتوں کے لوگ سب کے شریک ہو جاتے ہیں۔ بقدر طاقت اور مقدرت کے انسان کو چاہئے کہ ایسی صحبتوں سے کنارہ کش رہے جن کا اسپر برا اثر پڑتا ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بہت لحاظ رکھو۔ میں یہ اللہ کے لئے نصیحت کرتا ہوں۔ نمازوں میں بہت دعائیں کرو۔ میں خود بھی مانگتا ہوں۔ اس لئے تمہیں بھی کہتا ہوں کہ تم بھی مانگو۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اسپر عمل کرنے کی توفیق عنایت کرے۔ آمین۔ الحکم

قومی اخبارات سے کیا مراد ہے

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں سالانہ جلسہ کے متعلق قوم کی توجہ منعطف کراتے ہوئے میں نے قومی اخبارات کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے اس حصہ سے کہ صرف (ایک ہی رسالہ میگزین قومی رسالہ کہلانے کا مستحق ہے) بعض دوستوں کو غلط فہمی واقع ہوئی ہے اور سمجھ لیا گیا ہے کہ اخبارات کو بجائے خود چھوڑ کر رسالہ تشحیذ الاذہان (جو ہمارے قابل قدر نوجوانوں کی مذہبی دلچسپی اور اشاعت اسلام کے لئے حقیقی جوش کا نتیجہ ہے) ذاتی یا شخصی رسالہ ہے میری اس سے ہرگز یہ مراد نہیں بلکہ میں نے یہ بحث صرف اس اصول کو مدنظر رکھکر کی ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت یا اس کی ملکیت میں صرف ایک ہی رسالہ نکلتا ہے اور باقی اخبارات شخصی ہیں۔ اس شخصی سے یہ سمجھ لینا کہ قوم کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں سخت غلطی اور خوش فہمی ہوگی۔ اخبار الحکم اور بدر قومی اخبارات کہلاتے ہیں بلکہ میں یہ امر فخر سے ظاہر کرتا ہوں کہ گورنمنٹ اخبار الحکم کو احمدی قوم کا آرگن سمجھتی ہے اور اس کی تحریروں پر باضابطہ نوٹس لیا جاتا ہے۔ تاہم میں اس اعتراف میں کوئی شرم نہیں سمجھتا اور نہ اس غلط فہمی میں کسی کو رکھنا جائز سمجھتا ہوں کہ یہ اخبارات اپنے مالی انتظام کے لحاظ سے بہرحال شخصی ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ تشحیذ الاذہان ایک ایسا رسالہ ہے جو اس پہلو سے شخصی کہلایا جا سکتا ہے لیکن اس کی آمدنی انجمن تشحیذ الاذہان کی اغراض ہی کے لئے وقف ہے اور کسی فرد واحد کو اس سے واسطہ نہیں۔ اور ساتھ ہی اس امر کا اظہار بھی نامناسب نہیں کہ میں نے اخبارات یا رسالجات کو متمد کرنے کی طرف جو ایما کیا ہے وہ قوم کی مالی حالت کے لحاظ پر کر کے کیا ہے والا میں نے اسی مضمون میں صاف لکھدیا ہے کہ "صورت موجودہ بھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض مقاصد کے لئے بہت ضروری ہے اس لئے موجودہ صورت میں رکھکر بھی ان کو زیادہ مفید اور طاقت ور بنانے کی کوشش کرنی چاہئے"۔

اطلاع

میں اس نمبر کے ساتھ ناظرین الحکم سے ۲ جنوری ۱۹۰۸ء تک رخصت ہوتا ہوں اس لئے کہ یہ سال کا آخری نمبر ہے اور حسب معمول ۳۱ ڈسمبر ۱۹۰۷ء کو تعطیل رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو الحکم کے ذریعہ ۲ جنوری ۱۹۰۸ء کو ناظرین سے پھر ملاقات ہوگی جو سال نو کا پہلا نمبر ہوگا اور چہار روزہ اشاعت کا بھی پہلا ہی نمبر ہوگا۔

واقعاتِ حقّہ کا اِنکار ٹھیک نہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

جیسے فرمایا اللہ کریم نے ولقد اٰتینا موسی الکتاب وقفّینا من بعدہٖ بالرّسل واٰتینا عیسے ابن مریم البیّنٰت وایدنٰہ بروح القدس پ ۱ یعنے یہ سچی بات ہے کہ موسےٰؑ کو ہم نے اپنی کتاب دی تھی اور پھر اس کے بعد پے در پے کئی رسول بھیجکر اس کتاب کی تجدید کی تھی اور مریم کے بیٹے عیسےٰؑ کو ہم نے کھُلے کھُلے دلائل اور معجزات عطا کئے اور روح القدس سے اس کی ہم نے تائید کی تھی۔

اس آیت سے صاف طور پر اظہر من الشمس ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب دے کر اور پے در پے اسی کتاب کے حکموں پر چلنے والے اور اسی دین کی طرف لوگوں کو بُلانے والے کئی اور رسول بھیجکر ایک عظیم الشان **روحانی سلسلہ** شروع کیا تھا اور پھر اس سلسلہ کو حضرت عیسےٰؑ بن مریم پر ختم کیا تھا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر یہ سلسلہ ختم ہو گیا تھا تو اس کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد کسی اور نبی کا قرآن مجید میں ذکر تک نہیں جس کو اس سلسلہ کے ختم کرنے والا مانا جاوے۔ اور نہ ہی تواریخ پتہ دیتی ہے کہ کوئی ایسا رسول بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوا تھا جس نے حضرت موسیٰؑ کی کتاب پر عمل درآمد کرنے کا دعوے کیا ہو اور توریت شریف سے ایک لفظ کے بھی بڑھانے اور گھٹانے کو کفر سمجھا ہو۔ اور پھر خدا تعالیٰ سورہ مائدہ کے گیارھویں رکوع میں صاف طور پر تفصیل سے بیان کرتا ہے کہ ہم نے موسےٰ علیہ السلام کو اپنی کتاب یعنے توریت دی اور اور اس کے بعد اُسی کتاب کی تجدید کے واسطے اور نبی بھیجے جو اس کتاب پر عمل درآمد کرتے اور لوگوں کو بھی اُسی کتاب پر چلنے کا حکم کرتے تھے۔ اور اسی کتاب کے مطابق ہی وہ نبی فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اور اُن سب انبیا کے آخیر پر عیسےٰ بن مریم بھیجے گئے تھے جو اُنھیں کے نقش قدم پر چلتے تھے جیسے فرمایا وقفّینا علےٰ اٰثارھم بعیسے ابن مریم پ ۶ غرض یہ ماننا پڑتا ہے اور اس میں ذرہ بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے ایک سلسلہ شروع کر کے عیسےٰؑ بن مریم پر اس سلسلہ کو ختم کیا تھا۔ اب اس سلسلہ کو ہم اپنے دماغ میں جگہ دیکر قرآن مجید کی اور آیات پر غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس **سلسلہ** کے نمونہ پر ایک اور عظیم الشان سلسلہ قائم کر کے اپنی ہستی **کا ثبوت** دینا چاہتا ہے۔ جیسے فرمایا اللہ حکیم نے انّا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً پ ۲۹ یعنے اے لوگو ہم نے محمد صلعم کو تمہاری طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور وہ تم پر اس بات کا شاہد ہے کہ ہماری تعلیم اور ہمارے احکام سے تم لوگوں کو اُس نے خبردار کر دیا ہے اور جس کام کے لئے یہ بھیجا گیا ہے اس کو اُس نے کامل طور پر ادا کر دیا ہے اور یہ اسی طرح کا رسول ہے جس طرح کا رسول ہم نے فرعون کی طرف بھیجا تھا یعنے جیسے موسےٰؑ ایک خاص **کتاب** کا مالک تھا ویسے یہ بھی ایک خاص عظیم الشان اور **کامل اور مفصل کتاب** لے کر آیا ہے۔ اور جیسے موسےٰؑ کے مقابل پر آخرکار **فرعون** اور اُس کا لشکر **تباہ** اور **برباد** ہوا تھا۔ ویسے ہی اس کے **مخالفوں** کا بھی **ناش** ہوگا اور اس کے مکذب نہایت ہی بُری طرح سے **نامراد** اور **ذلیل و خوار** ہوں گے۔ اور جیسے موسےٰؑ ہر طرح سے **فتح** اور **نصرت** حاصل کر کے بادشاہ بن گئے تھے یہ بھی اس سے ہزار ہا گنا بڑھکر خدائی وعدوں کے مطابق **مظفر و منصور** اور **کامیاب و کامگار** ہوگا۔ اور جیسے حضرت موسےٰؑ کے بعد ایک **سلسلہ روحانی خلفا** کا شروع کیا گیا تھا اور موّرخوں اور علم ریاضی کے ماہروں کے مسلمہ حساب بموجب موسےٰؑ سے تقریباً چودہ سو برس بعد وہ سلسلہ عیسےٰؑ بن مریم پر ختم ہوا تھا۔ ویسے ہی اس افضل الرسل سید المعصومین اور خاتم الانبیاء کے بعد بھی یقیناً ایک **روحانی سلسلہ** شروع ہوگا جو ایک عیسےٰؑ بن مریم پر تقریباً اتنی ہی مدت بعد آن کر ختم ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

الغرض کوئی **نیچری** ہو یا دہریہ برہمو ہو یا آریہ یہ بات تو اُس کو بہر صورت ماننی پڑے گی بشرطیکہ حق کی تلاش ہو کہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ ایک سلسلہ کا **ابتدا** اور **انتہا** بتا کر اور روحانی خط م ع بتا کر اسی کے نمونہ پر ایک دوسرا خط م ع قایم کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اُس کو لفظ بلفظ پورا کر کے اپنی ہستی کا کامل ثبوت دینا چاہتا ہے کیونکہ صدہا برسوں کے قائم شدہ **سلسلہ** کے نمونہ پر ایک اور **سلسلہ** قائم کرنے کا وعدہ کرنے اور پھر اسی طرح پورا کر کے اپنی زندہ ہستی کا ثبوت دینا ایک ایسی بات ہے جس سے سوائے اُس شخص کے جس کو حق کے لینے سے نفرت ہو اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

اَب مُعزز ناظرین کی دلچسپی کے لئے مَیں ثابت شدہ اور مانے ہوئے خط م ع کا نقشہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

م = (موسےٰؑ) ——— ع = (عیسےٰؑ)

تقریباً چودہ سو برس کا عرصہ

سلسلۂ روحانی جو موسیٰؑ سے شروع ہوکر عیسےٰؑ پر ختم ہوا

مندرجہ بالا نقشہ اُس سلسلہ کو ظاہر کرتا ہے جس کا ذکر مَیں مفصل طور پر اوپر درج کر چکا ہوں۔ جس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے اپنی ہستی کا ثبوت دینے کے لئے ایک سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع کر کے اور اپنی پاک کتاب عنایت فرما کر پے در پے اُسی کی تائید میں اور رسول بھیجنے شروع کئے جن کے آخیر پر عیسیٰؑ بن مریم کو بھیجکر اُس سلسلہ کو ختم کر دیا۔ لیکن اب مَیں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس خط کے نمونہ پر ایک دوسرا خط م ع یعنے م = (محمدؐ) سے شروع ہو کر اور پہلے خط کی طرح ہر طرح کی خیر و برکات اور فتوحات اور تائیدات الٰہیہ کو ساتھ لیتے ہوئے تقریباً اسی قدر عرصہ میں

تبع (عیسیٰ ؑ) پر ختم ہو قایم کرنے کا وعدہ کیا ہے جس پر آیت - وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِینَ آمَنُوا مِنکُم وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَستَخلِفَنَّھُم فِی الاَرضِ کَمَا استَخلَفَ الَّذِینَ مِن قَبلِھِم الآخ وَمَن کَفَرَ بَعدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الفٰسِقُونَ - ؁۱۲ پورے طور پر روشنی ڈال رہی ہے - اب سوچنے اور سمجھنے والی بات جو ہے اور جس کے لئے میں نے اس مضمون کو شروع کیا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اس طرح سے ہزاروں برس پیشتر ایک سلسلہ کا قایم کرنا اور پھر اسی کے نمونہ پر ایک اور سلسلہ اس کا مثیل قایم کرنے کا وعدہ کرنا کیا یہ انسان کی کسی اندرونی طاقت یا قوت کا کام ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی متعصب سے متعصب اور دین اسلام کا دشمن بشرطیکہ شرم اور حیا والا ہو - کہ سکتا ہے کہ یہ سب انسانی منصوبہ ہے؟ کیا کوئی انسانی دل و دماغ قبول کر سکتا ہے کہ یہ سب انسانی کارسازی اور بشری محنت اور علمیت کا نتیجہ ہے؟ کیا کوئی ایسا انسان تمام روئے زمین پر موجود ہے یا کسی بشر کے وہم و گمان میں بھی یہ جرأت اور اس قسم کا حوصلہ اور جوش پیدا ہو سکتا ہے اور کبھی ہونے سے بھی کوئی شخص اس قسم کے دعوے کرنے کا اپنے دل میں خیال لا سکتا ہے! ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!! ہرگز نہیں!!! غرض یہ ایک دعویٰ ہی ایک ایسا عظیم الشان دعوے ہے جو خدا کی ہستی کے منکروں اور دیگر اقسام کے ناستکوں اور دہریوں کے لئے ایک کاری حربہ ہے اور یہ ایک ایسا پرزور شان و شوکت والا اور اپنے ساتھ بڑی بڑی اقتداری پیشگوئیاں رکھنے والا دعوے ہے جس کے سنتے ہی ایک دہریہ کا دل دھڑکتا جان تڑپتی اور دم گھٹنے لگتا ہے اور بدحواسی سے اُسے چکر آنے لگتا ہے اور بے اختیار ہو کر اس کا دل بول اُٹھتا ہے کہ کوئی مالک الکل اور خالق الکل قادر و توانا ہستی موجود ہے - جو جیسی چاہتی ہے کرتی ہے اور نہ صرف اس زمین کو بلکہ اس سے لکھو کہا درجہ بڑھ کر کروڑوں اور اربوں کُروں کو ایک کٹھ پتلی کی طرح نچاتی ہے اور محض اپنے حکم سے ان کے مقررہ محوروں میں انہیں گردش دے جاتی ہے اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے جیسی سامان چاہتی ہے پیدا کر لیتی ہے -

معزز ناظرین گو میں اس مضمون پر کافی بحث کر چکا ہوں اور منکرین ہستی باری تعالیٰ کی زبان بند کرنے کے لئے بفضل خدا کافی دلایل دے چکا ہوں - مگر میں اس مضمون کو اپنی طرف سے ایک حد تک مکمل کرنے کے لئے اب یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت بتایا تھا اور دنیا کو ہلا دینے والا اتنا بڑا عظیم الشان دعوے کیا تھا - آیا وہ پورا بھی ہوا ہے یا نہیں -

سو واضح ہو کہ یہ بڑی عام فہم اور موٹی بات ہے اور کسی ذی ہوش کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہمارے نبی کریم محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی یتیمی اور بے کسی کی حالت سے اپنے مولا کی مدد سے وہ عروج حاصل کیا جس سے ان سب کو یعنی دشمنوں معاندوں مخالفوں اور مکذبوں کو سر جھکا کر اطاعت قبول کرنی پڑی جو پہلے طرح طرح کے دکھ دینے اور آنحضرت صلعم کے ذلیل خوار کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتے تھے - اور ہمارے نبی کریم صلعم اس اعلیٰ معراج پر پہنچے کہ جسمانی طور پر تو ایک عظیم الشان بادشاہ بن کر دنیا کی ایک طاقتور سلطنت کے بانی ٹھہرے اور روحانی طور پر قیامت تک کے کل اولیا اور خلفاء کے باپ ٹھہرے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی کامل اکمل اور مفصل کتاب ان پر نازل کی گئی جس کے بعد قیامت تک کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں ہو سکتی - اور جس میں دین اسلام کے اُن کُل مسایل کا بیان ہے جن کی کہ ہم کو ضرورت ہے اور جن کا بیان کرنا خدا تعالیٰ کے علم میں ہمارے لئے ضروری ہے اور ہر ایک ایسی ہدایت کو کمال تک پہنچایا گیا جس کا دین کی ایک کامل کتاب میں پایا جانا لازمی ہے - اور آپ کے بعد خلفاء کا وہ سلسلہ جاری ہوا کہ جس کا آخری خاتم یعنی خاتم الخلفاء بفضل خدا اس وقت ہمارے پاس زندہ موجود ہے - مبارک وے جو اس سے زندگی حاصل کریں -

ذٰلِکَ فَضلُ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الفَضلِ العَظِیمِ ؁۲۸

چونکہ ان کی صداقت کے دلایل اسی مضمون میں میں اس سے پیشتر بیان کر چکا ہوں اسلئے اس وقت مختصر طور پر وہی دلایل لکھتا ہوں جن سے ان کا مثیلِ مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے -

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

خاکسار محمد ظہیر الدین عفی اللہ عنہ

دانائی کی باتیں

ایک دانا کا قول ہے کہ اگر کسی شخص کو تم بے ضرورت بولتا دیکھو تو جان لو کہ وہ دیوانہ ہے - اس لئے ہر ایک عقلمند کو "پہلے بات کو تولو پھر منہ سے بولو" والی مثل پر عمل کرنا چاہیئے جب کوئی شخص کسی میٹنگ یا کلب سوسائٹی یا مجلس میں کسی امر پر گفتگو کر رہا ہو اور اس کے بیان میں خواہ کیسی ایک نقص بھی ہوں - تاہم جب تک وہ اپنے سلسلہ سخن یا تقریر کو ختم نہ کر لے - تم اپنی رائے مت دو اور اپنے معلومات کو ظاہر کرنے کی کوشش مت کرو - کیونکہ داناؤں کے نزدیک دوسرے کا قطع کلام کرکے اپنی واقفیت اور لیاقت کا اظہار کرنا بیوقوفی ہے

اگر تمہارے روبرو کسی ایسے امر پر بحث ہو رہی ہو جس میں تم کو کچھ واقفیت نہیں تو تم ہرگز اس میں دخل نہ دو اور بن بلائے کبھی نہ بولو - کیونکہ جو شخص بن پوچھے سوال کا جواب دیتا ہے وہ احمق ہے اگر کچھ آدمی اپنے راز کی باتیں کر رہے ہوں تو تم ان کی طرف کان مت لگاؤ - اس سے پہلے کہ تم کسی اور کو سنوارنے کی خواہش کرو اپنے آپ کو سنوار لو -

خریداران کو اطلاع

اکثر دیکھا جاتا ہے - کہ خریدار خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری نہیں دیتے جس سے تلاش نمبر میں بہت سا وقت ضایع جاتا ہے - عام طور پر اطلاع دیجاتی ہے - کہ خریدار خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری درج کیا کریں -

منیجر

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۲ آریہ دہرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت ازبام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جوابدیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ نور القرآن حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد۔ قیمت ۴ فیصلہ آسمانی۔ قیمت ۲

اڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ ۱ ۴ سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ حصہ دوم ۴ حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ برہان الحق قیمت ۳ محامد المسیح قیمت ۳ خطبات کریمیہ قیمت ۴ تفسیر سورہ تبت۔ قیمت ۳ نمونہ قرآن مجید ۳

المشتہر

مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ سوکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اس تریاق بنیظیر و سریع الاثر۔ مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گلٹی میں ملکر بدن پر مالش کیجائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور اُنکے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اُترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء دوائی فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر اُن اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں۔ نصف قیمت

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار ز راجرت سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام سوکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہار و نکی گرم بازاری مضر نونکی تیز رفتاری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چندے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگی اور ہر قسم کی بابۃ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ

طلا طلسمی۔ پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فایدہ اُٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ ۲

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے [illegible] اور بصارت بڑہانے والا قیمت ایک تولہ ۸

سنون وندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

گلی کوچہ میں چرچا

بعض وقت خلایق کو دھوکہ دینا بہت آسان ہوتا ہے لیکن کوئی شخص بہت عرصہ تک دھوکہ نہیں دے سکتا اگر ایسا ہو تو ضرور لوگ اس کی چال بازی سے آگاہ ہو جاینگے جس شخص کو دھوکہ دیا جاتا ہے وہ شکی ہو جاتا ہے اپنے شہر کے کسی اخبار میں ایک ایسے واقعہ کا حال جو دنیا کے کسی دور حصہ میں گذرا ہو پڑھکر شک کرنا ممکن ہے لیکن جبکہ ایسے اشخاص کا ذکر ہو جو بمبئی میں موجود ہیں جن سے آپ واقف ہیں اور جن سے آپ مل سکتے ہیں اور جن سے گفتگو کر سکتے ہیں تو ایسی حالت میں اختلاف اور شک نہیں ہوگا اب اس بیان کو پڑھیے ڈاکٹر پی ایس۔ گانا صاحب۔ ایم۔ ڈی۔ امریکن طریقہ سے علاج کرنیوالے جن کا دوا خانہ گرگانی لورہ کی دسویں گلی میں واقع ہے فرماتے ہیں۔ میں کمال خوشی سے یہ سند دیتا ہوں کہ میں نے ڈون کی درد پشت اور گردوں کی گولیاں اڈونس بیک ایک کڈنی پلس گردہ اور مثانہ کی بیماریوں اور پیشاب کی شکایات میں استعمال کیں اور مجھے یہ تجربہ کر کے خوشی ہوئی کہ یہ گولیاں ایسے امراض کے لئے جو دوائیاں دیجاتی ہیں ان سے بدرجہا بہتر ہیں۔ اگر آپ تندرست رہنا چاہتے ہیں تو گردوں کو اچھا رکھئے ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) اسی کے لئے مخصوص ہیں۔ گردوں کے مرض کی یہ علامتیں ہیں۔ درد پشت اور نیچے کے اعضا میں ورم۔ درد شقیقہ یعنی آدھا سیسی گٹھیا۔ چکر آنا۔ بےخوابی اور دل کی بے قاعدہ حرکت وغیرہ ان سب مرضوں کے خاص سبب وہ زہریلے مادے ہیں جن کو گردے خون میں سے نکالنے سے عاجز ہو جاتے ہیں یہ گولیاں تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈونکی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں۔ قیمہ فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے عہ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا ہے بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر وی پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹی سپٹک) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً گم ہو جاتی ہے اور اگر کوئی وقت تو ایک ہی ڈبیا چھاجن بواسیر اباہر نکلی ہوئی یا خونی نخ بادہ۔ کہر جوا۔ کیڑے۔ چیٹھ۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش۔ نمکین۔ پھوڑے۔ اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوکانداروں کے پاس قیمت دو روپیہ ۸ آنہ فی ڈبیا

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمینا ۲۵ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ عہ روپیہ اور دوم مبلغ ہے مبلغ ۱۰ بیجانے کے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کی ماو بیرینے وانے بھی تیار ہیں۔

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سیدھی ریشہ دار کشمیری لکڑی کی ہے ہینڈل کا کین اور دو ربڑ کے بنے ہوئے نہایت پایدار ہے قیمت ۱۱ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سیدھی ریشہ دار کشمیری لکڑی ہے ۲ کین ہینڈل عمدہ دو ربڑ کے میچ کے لئے نہایت عمدہ ہے۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا ۱۲ کرکٹ بیٹ سال کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پایدار پریکٹس کے لئے ۱۲ عہ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے ۱۸

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲ - ۱۳ برس کے واسطے دو سٹ ایک سٹ اسٹکس، ایک بال لکڑی کا فی بکس فی سٹ	۱۲ سے
۱۰ و ۱۱ سٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس	۱۲ صہ
فٹ بال عمدہ کاؤ ہائڈ پایدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پایدار نمبر ۶	۱۲ سے
" " " نمبر ۵	۱۲ صہ
بچوں کے لئے فٹ بال نمبر ۴ معہ بلیڈر	۱۲ للعہ
" نمبر ۳	۱۲ ۸
کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے	۱۲ عہ
" دھاگے کے بیچ	۱۲ سے
" " پریکٹس	۱۲ سے
کرکٹ ولیس فی کاپی	۱۲ سے

سارٹیفکیٹ

نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ سال از قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت بہ نسبت اس کے بہت کم۔ میں اس کو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیازمند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور پٹھانکوٹ ضلع کانگڑہ

سنہ ۱۸۶۹ء سے سنہ ۱۹۰۶ء تک
وقت کا امتحان

سینتیس سال سے زیادہ تک اسکاٹس ایملشن نے فاضل طبیبوں کی تجویز ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر۔ کھانسی۔ زکام۔ گوشت گھٹنے کی کمی کا ہے اور ماں باپ بیٹے وہ نوں کے لئے مقوی اعصاب دیتا ہے۔

آج اور کل کا کام

ہاتھ میں نہیں چھوا جاتا

فروخت کیلئے ہر دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ لیمٹڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا ایملشن جو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

انوار احمدیہ سٹیم پریس قادیان دار الامان۔ باہتمام شیخ یعقوب علی تراب چھپکر شائع ہوا

واعظین کو وعظ اور ناصحین کو نصیحت

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

ایمان باللہ ایمان بالملائکہ و ایمان بالکتب و ایمان بالرسول و ایمان بالقیامہ وغیرہ وغیرہ سے مطلب پورا مراد ہی کیا ہے۔ نہ ہاتھ پاؤن کی زیادتیاں اور گنہگاریاں تبلائی گئیں۔ نہ آنکھ۔ کان اور زبان کی خطاکاریاں بتلائی گئیں۔ سامعین اہل مجلس کو ندامت اور شرمندگی اور گریبان میں منہ ڈالنا تو درکنار۔ الٹا خوشادی وعظ نے اور بھی شوخ اور متکبر اور زبان بنا دیا کہاں وہ مامورین من اللہ اور ان کے سچے متبعین کی بے لاگ۔ جگری اور اصلی وعظ و نصیحت اور کہاں یہ بتدعین خوش الحان کی محض مردہ اور خشک سمع خراشی پر از فضیحت اور ان کے حاشیہ نشین مولود خوان جو طبلہ اور سارنگی کے ساتھ نعت خوانی کر کے لوگوں کو رقص اور وجد میں لاتے ہیں

جن لوگوں نے عرسوں اور میلوں کے موقعوں پر خانقاہوں اور درگاہوں پر جا کر دیکھا ہوگا۔ وہ بخوبی جانتے اور مانتے ہیں کہ اس قوالی اور مولود خوانی نے بڑے بڑے واعظوں۔ مولویوں بلکہ قرآن کی زبان پر گویا مہر لگادی ہے حتی کہ پیر دستگیر روشن ضمیر سجادہ نشین رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی سر جھکائے خاموش بیٹھے ہیں۔ اشاعت دین اور تائید اسلام اور پیغام الہی یعنی قرآن مجید کے مضامین بیان کرنیکے یا تو وہ مجاز نہیں یا اس سے دلچسپی اور مناسبت نہیں رکھتے یا کسر شان سمجھتے ہیں۔ ایک اور ان کے ہمسایے محرم شریف کے ہیرو۔ کتاب خوان۔ مرثیہ خوان سوز خوان وغیرہ وغیرہ دو دو تین تین ملکر کیسا سمان باندھتے ہیں کہ حد ہی تو کر دیتے ہیں۔ نظم و اشعار۔ مجرے۔ سلام۔ مرثیے۔ وقت وقت کے راگوں یعنی جوگ بہاگ۔ سورٹھ۔ کونسیہ۔ کاندہرا۔ رام کلی۔ بھیروین جنگلہ۔ سندہڑا۔ پیلو وغیرہ وغیرہ میں موقع بموقع ایسا ادا کرتے ہیں کہ بڑے بڑے گویے بھی کان پکڑتے ہیں۔ عوام الناس بلکہ خواص بھی ایسی ایسی مجلسوں اور محفلوں کی بلندی بی زبان سے بھی ان کو متنبہ کرنا چاہیئے تو فوراً ہی ناک منہ چڑہا کر۔ نیچری یا وہابی یا مرزائی بلکہ کافر کا بڑکتا ہوا لقب دیتے ہوئے پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑجاتی ہیں۔ قرآن مجید بھی صرف رسم کے طور پر پڑھا پڑھایا جاتا ہے۔ مرے ہوؤن کے چوتھے۔ چالیسوین اور تیسرے دن قل کی رسم ادا کرنے کے موقع پر ختم کیا جاتا ہے۔ یا بیماری اور تنگی کے موقعوں پر ختم سے برکت اور آسانی حاصل کیجاتی ہے بعض لوگ ہر روز منزل بھی پڑھتے ہیں۔ خوبصورت اور قیمتی کپڑوں کی چولیاں اور غلاف اوپر چڑھاتے ہیں رمضان میں تراویحون میں بھی اکثر سنایا جاتا ہے مگر یہ ساری محبت اور دلچسپی اوراق اور حروف ہی تک محدود اور مقید ہے۔ معانی و مطالب۔ معارف۔ دقایق سے کچھ واسطہ ہی نہیں۔ بڑے بڑے قرآن خوانوں اور وردو وظائف کے دلدادون اور پابندوں کو شادی۔ غمی۔ ختنہ۔ وغیرہ وغیرہ کے موقعوں پر دیکھا گیا ہے کہ جس جگہ ہر روز بلاناغہ قرآن مجید کی تلاوت کیجاتی تھی۔ اسی جگہ پر شیطانی مجلس آراستہ کر کے بہت کچھ روسیاہی حاصل کی ہے کوئی شخص حکام کے حکم کو خوش آوازی سے ہر روز پڑھے اور سنے اور سنائے مگر عمل نہ کرے۔ تو اس ملازم کا کیا حشر ہوگا۔ یہی حال ہم

لوگوں کا ہے جو صرف حروف ہی کے بار بار دہرانے کو عبادت سمجھتے ہیں اور بس۔ الغرض وعظ و پند کی کایا ہی پلٹ گئی ہے۔ ان ساری باتوں کو دیکھتے دیکھتے اور غور کرتے کرتے بعض رقت بے اختیار رونا آجاتا ہے کہ الہی یہ کیسا اندھیر پڑگیا ہے۔ کیا تھا اور کیا ہوگیا۔ مگر اللہ تعالے کا لاکھ لاکھ احسان اور کروڑ کروڑ شکر کہ اسی نے چودہوین صدی کا مجدد مسیح موعود مہدی مسعود ملہم و مامور من اللہ خلق خدا کی اصلاح کے لئے۔ فنا فی الرسول اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم انہی کے لباس سے ملبس اور انہی کے اخلاق سے متخلق کر کے دنیا میں بھیجا گویا دوبارہ خود جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تشریف لے آئے ہیں۔ عیسیٰ پرستی کا فتنہ چونکہ سب سے بڑھ چڑھ کر ہے اسکی اصلاح کی مناسبت سے تو مسیح موعود اور اندرونی فسادوں اور جھگڑوں کے دور کرنیکے لحاظ سے محمد مہدی کے نام سے پکارا اور یاد کیا گیا ہے۔ اب میں نہایت ادب سے دست بستہ محض خدا کے لئے خیر خواہانہ جمیع بزرگان ہر فرقہ و جملہ معززین۔ علما۔ فضلا۔ سجادہ نشین۔ واعظین۔ مولود خوان۔ مرثیہ خوان۔ پیر و فقیر اور ان کے ماننے والوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ کیا واقعی طور پر یہ ساری خرابیاں فرقہ ہائے اسلام میں نہیں ہیں جو بیان کی گئی ہیں۔ اگر ہیں اور ضرور ہیں تو اب حقیقی اور اصلی مصلح اور وعظ کی واعظ و نصیحت پر کان نہیں دہرنا چاہیئے؟ خدا کے لئے ساری کدورتیں اور بیجا رنجشین اور نفسانیتین۔ اور تعصب اور بدظنیان۔ بدگمانیان۔ دل سے نکال کر ٹھنڈے دل سے قبر و قیامت کو پیش نظر رکھکر موت کو سر پر تصور کر کے سوچین اور اچھی طرح سوچین کہ منہاج نبوت اور معیار رسالت سے اگر اس شخص کو پرکھا جاوے تو اسکی لائف یعنی سوانح ایک بے داغ بے لاگ پاک دل اور نیک نہاد لوگوں کیطرح۔ دوست دشمن۔ اپنے بیگانے کی زبانی ثابت نہیں ہوتی؟ اسکی تعلیم میں حقانی اور روحانی چمک دمک نہیں پائی جاتی؟ اس کی کلام میں روحانیت اور اطمینان نہیں پایا جاتا؟ اللہ تعالے کا جلال اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ظاہر کرنے کے لئے اس میں تڑپ اور جوش نہیں پایا جاتا؟ غیر قوموں کے مقابلہ میں دینی اسلام کا بول بالا کرنیکی خاطر ہر وقت سینہ سپر نہیں رہتا؟ آریوں۔ برہموؤں۔ سکھوں۔ عیسائیوں۔ اور اسلام کے بگڑے ہوئے فرقوں میں اس نے ہلچل نہیں ڈالدی! کیا یہ شخص پچیس تیس سال سے ڈنکے کی چوٹ نہیں کہہ رہا کہ اسلام جیسا زندہ مذہب اور قرآن مجید جیسی زندہ کتاب اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا زندہ رسول کوئی نہیں اور مقابلے کے لئے تحریر سے تقریر سے مال سے جان سے ہمہ وجوہ تیار ہے بلکہ اپنی طرف سے سب کچھ قربان ہی کر چکا ہوا ہے۔ رویا صادقہ۔ کشف۔ الہام۔ وحی۔ وغیرہ فیوض سے مستفیض نہیں؟ اس کی صدہا پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں؟ اللہ تعالے کیطرف سے نشان پر نشان اور تائید پر تائید اور نصرت پر نصرت اس کو عطا نہیں ہوئی؟ جہان بھر کے زیرک۔ ذکی۔ ذہین۔ فہیم۔ ہر فرقہ اور ہر مذہب و ملت سے فوج فوج اور گروہ گروہ اس کے خادموں اور مریدوں میں شامل نہیں ہوئے؟ اور شامل ہوتے ہی زبان سے قلم

سے ملی سوبہان سے غرض جس طرح سے ہو سکا دین کی خدمت میں
مصروف نہیں ہو سکے۔ زمانہ کی حالت پکار پکار کر نہیں کہتی کہ ایک حقیقی
اور اصلی واعظ اور مصلح کی ضرورت ہے۔ کیا کسوف خسوف رمضان
شریف میں واقع نہیں ہوا! طاعون زلزلے۔ کیا جیسے نشان ہی تو اسے
اور عقل والے کے لئے کافی نہیں؟ عربی کتابیں تحدی کے طور پر
پیش نہ کیں جن کا مقابلہ کسی اہل زبان سے بھی نہ ہو سکا جس سے اعادہ
کیا وہ کامیاب ہو سکا؟ جھوٹے مقدمے بنا کر لوگوں نے اسکو ذلیل
کرنا چاہا مگر وہ خود ہی ذلیل اور خوار ہوئے بلکہ اُن مقدموں کے اندر
اندر بہت سے نشان ظاہر ہوئے۔ غرض کہاں تک لکھتا جاؤں۔ و
ان تعداد نعمت اللہ کا قصہ والی بات ہے۔ اگر ایسی
باتیں اور اللہ تعالیٰ کے غیظ اور انعام اور نشان۔ ٹھگوں۔ فریبیوں
مکاروں۔ دجالوں۔ کافروں میں بھی پائے جاتے ہوں تو حق و باطل
میں مابہ الامتیاز کیا چیز ہوگی۔ مگر نہیں صداقت اپنے پہلوؤں سے
پہچانا جاتا ہے۔ ابوبکر صدیق رضہ نے جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا صرف چہرہ ہی مبارک دیکھکر کہدیا تھا۔ کہ یہ منہ جھوٹا نہیں
ہو سکتا۔ بیت۔ سدا اور دور دراں وکھاتا نہیں۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا
نہیں۔ آؤ جھوٹ موٹ کی ابلہ سپہ اور بناوٹی اور بدعتی مجلسوں
مقلدوں اور نفسانی اور نقلی وعظوں سے الگ ہوکر اصلی حقیقی واعظ
کی وعظ نصیحت پر دل کے کان لگائیں تاکہ کامیابی حاصل ہو۔

نظم

ناراض آپ کیوں ہیں مسیح الزمان سے
باتیں تو ان کی سن لیں ذرا دل کے کان سے

اچھی نہیں ہیں دور سے یہ بدگمانیاں
پاس آ کے جانچو تجربہ اور امتحان سے

آنکھوں سے دور کردو تعصب کی پٹیاں
پہنچیگا تمکو نور رہ قادیان سے

مذہب ہو کیا وہ جسمیں ہوں قصے کہانیاں
مذہب ہو وہ جو زندہ ہو تازہ نشان سے

وہ معجزہ جو ہو روایات عمرو زید!
یا جو براہ راست ہو حق کی زبان سے

ماسور حق سے کیوں نہیں ہو مقابلہ
کرتے ہو جنگ خالق کون ومکان سے

ملاقات کرو شرائط بیعت کو مان لو
گر دو جہاں میں رہنا ہو امن وامان سے

پوری کبھی تو ہوگی تری التجا گلاب
تائید حق کے جاؤ قلم و زبان سے

گلاب الدین احمدی رہتاسی۔

آریہ لوگوں کو اپنی تہذیب قدیم پر بڑا ناز ہے اسکے متعلق اُن کی عجیب
دلچسپ تحریریں پڑھنے میں آیا کرتی ہیں۔ اس وقت آرین تہذیب کے تمام
پہلوؤں پر ریمارک کرنے کا نہ موقع اور نہ گنجایش مگر ان کی تہذیب و شائستگی
اور ان کی خوش اطواری اور پاک چال چلن کے متعلق جو شہادت عہد
سے گذر جانے پر بھی اب تک ان کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس
پر غور کرنا ہر عقلمند کا فرض ہے خصوصًا اسی حالت میں کہ ان کے
دیوتاؤں کی بلند پروازیاں سامنے ہوں۔ یہ شہادت آرین ذاتی بیحیائی
کی شہادت ہے۔ جو ان کے مندروں سے نمایاں ہے۔

قدیم مندروں کی حالت اور صورت جہاں آرین بت پرستی کا نمونہ
پیش کرتی ہے۔ وہاں ان کی طرز عبادت اور ان کے نقش و نگار ان
کی اخلاقی حالت کا پورا پتہ دیتے ہیں۔ اگر کسی مندر کے متعلق میں
اپنے طور پر کچھ لکھوں تو شاید وہ ایک بےجا بات سمجھی جاوے
اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود آریہ سماج کے ایک مشہور
رسالہ آریہ مسافر کے حوالہ سے چند سطریں ناظرین کے سامنے پیش
کروں چنانچہ آریہ مسافر نومبر ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۴۶ پر مندرجہ ذیل
عبارت ہے۔

فحش تصویریں

مندر کی ہر چہار طرف قد آدم فحش تصویریں نمایاں شکل میں بنی ہوئی ہیں
ہم سمجھتے ہیں۔ کام شاستر خواہ کوک شاستر کا شکل سے کوئی آسن ہوگا
جو یہاں جگنناتھ جی کے مندر میں نہ دکھایا ہو۔ یہ نہیں معلوم ہوتا۔
کہ ان تصویروں کے بنانے کی مندر کے باہر کیا ضرورت تھی۔ اور اس
کا نتیجہ یاترا کرنے والوں پر کیا اثر پڑتا ہوگا۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے
جس وقت ہم سیر کر رہے تھے۔ ایک آدمی ان کو دیکھ
کر زور سے ہنسا اور کہنے لگا۔ دیکھو۔ بھگوان کا کرشن دیکھو کیسا
مزہ لوٹ رہے ہیں۔ جس مکان میں ہم ٹھہرے تھے وہاں ایک
مندر میں بھی چوطرفہ یہ فحش تصویریں اسی قسم کی بنی ہوئی موجود
ہیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ کسی زمانہ میں یہ وام مارگ کا مندر تھا۔ اس
نے یہ نقشے ذہن نشین کرنے کے لئے بناوے گئے تھے۔ مگر
ہماری دانست میں اس کے سوا کوئی اور باعث ہوگی۔

یہ قدیم آریوں کی عبادت گاہ کا ایک نمونہ ہے اس سے
معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کیسے پوتر چلن کے بزرگ ہونگے شاید
یہ نیوگ مندر ہونگے۔
فحش تصویروں کا چھاپنا بھی ایک جرم ہے۔ پھر ایسے مندروں
پر ایسی فحش تصویروں کا قایم رکھنا کیوں جرم نہیں قرار دیا جاتا۔
آریوں کو چاہیے کہ وہ باضابطہ میموریل بھیجکر اصلاح کرائیں تاکہ ان
کی مسلمہ تہذیب کے چہرہ سے یہ داغ اتر جاوے۔ کیوں
آریہ صاحبان آپ شرماتے تو نہیں ہونگے؟

تازہ الہامات

۱- اِنّی معک وَمَعَ اھلک - اَحمل اوزارک -

ترجمہ - میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کیساتھ ہوں - میں تیرے بوجھ اُٹھاؤنگا -

۲- میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں -

۳- انّی معک یا مسرور -

ترجمہ - اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں

۴- وقع واقع وھلک ھالک۔

ترجمہ - ایک واقع وقوع میں آئیگا اور ہلاک ہونیوالا ہلاک ہوگا -

۵- وضعنا الناس تحت اقدامک

ترجمہ - ہم نے لوگوں کو تیرے قدموں کے نیچے رکھدیا

۶- وضعنا عنک وزرک الّذی انقض ظھرک ورفعنا لک ذکرک

ترجمہ ہمنے تجھ سے وہ بوجھ اٹھادیا جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی - اور تیرے ذکر کو بلند کیا -

۷- اُجیبت دعوتک -

ترجمہ - تیری دعا قبول کیگئی -

۸- سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم

ترجمہ عنقریب ہم ان کو نشانات دکھلائیں گے گرد و نواح میں اور خود ان میں -

۹- اجیبت دعوتکما - ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر -

ترجمہ تم دونوں کی دعا قبول کیگئی تحقیق اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے

۱۰- انّی معک یا ابراھیم -

ترجمہ - میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم -

۱۱- انّی انا ربّک الاعلیٰ -

ترجمہ - میں تیرا رب اعلیٰ ہوں -

۱۲- اخترت لک ما اخترت -

ترجمہ میں نے تیرے لئے وہ امر پسند کیا جو تو نے اپنے لئے پسند کیا

۱۳- بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید -

۱۴- ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق اللہ خیر و ابقیٰ

۱۵- خوشیاں منائینگے

۱۶- بعد سنۃ واحدۃ

ترجمہ - ایک سال کے بعد -

۱۷- صلوتک خیر و ابقیٰ - ان صلوتک سکن لھم

ترجمہ - تیری عبادت بہتر اور باقی رہنے والی ہے - تیری دعا انکو آرام کا موجب ہو

دخلتم الجنۃ - وما علمتم ما الجنۃ - ذالک الیوم الآخر -

ترجمہ - تم داخل ہوگے بہشت میں اور تم جانتے ہو کہ کیا چیز ہے بہشت - یہ آخری دن ہے -

۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء - ۱- آج ہماری بخت بیدار ای

۲- ان شانئک ھو الابتر -

۳- خدا نے اُسے لیا

۴- واللہ واللہ سیدھا ہوگیا اَور لَا -

۵- وقت رسید -

مسئلہ سود پر مولانا نذیر احمد خانصاحب ایل ایل ڈی کی خدمت میں ایک نیاز نامہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر مسلمان حضرت جابر رضہ کی بیان کی ہوئی حدیث کا خیال رکھتے یا ہمارے دین کے معاملہ فہم اسکی جیسی اشاعت کرنے کا حق تھا اور سمجھانے کا حق تھا۔ حق ادا کرتے تو امید تھی کہ ہماری قوم کو بہت کچھ فائدہ پہنچتا۔ اور ان کی بہت سی جائدادیں جو فضول خرچی عیاشی وغیرہ کے باعث بنئے مہاجنوں کے ہاتھوں چلی گئیں ہیں نہ جاتیں۔ اور نہ یہ روز بد ہمکو دیکھنا پڑتا۔ مگر آہ۔ صد آہ! کہ بجائے اس رسم بد روکنے کے ہمارے دین کے علماؤں کے دماغوں میں یہ خبط سما گیا ہے۔ کہ سود کے نہ لینے سے ہی مسلمانوں کو ادبار اور افلاس و نکبت کا منہ دیکھنا پڑا۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ اگر فی الوقع ہی سود کے نہ لینے سے ہی یہ حالت۔ ہوئی ہوتی تو کیا اس کے اثر سے صحابہ کرام رضہ کو حصہ لینا ضروری نہ تھا اور ضرور تھا مگر سوچے کون اور سمجھائے کون؟ یہاں تو یہ حالت ہے کہ جابر رضہ نے جو کہا اور بہت برا کیا جو سود لینے والے اور دینے والے اور سود کی دستاویز لکھنے والے اور گواہوں وغیرہ کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا۔ کیا یہ خوش فہمی بھی داد دینے کے قابل نہیں؟ مگر اے پیارے جابر رضہ! تیرے پر ہزار رحمتیں ہوں خدا تجھکو جنت کی سلسبیل کا پانی پلاوے اور خدائی رحمت کے بے حساب تجھپر بارشیں ہوں۔ اور پانی میں مغفرت کے تو ہمیشہ نہاتے رہے اور تجھ کو خدا بڑے سے بڑا انعام دے کہ تونے حق بات کہی اور صداقت کی بات سے تو نہ ٹلا (پھرا) تونے جو کچھ جہان کے سردار محبوب رب العالمین کے پیارے لبوں سے نکلتے ہوئے کلمے سنے تھے۔ اسکا اعلان کر دیا جس کے عیب و ثواب کو ہمنے دیکھ لیا نہ صرف ہم نے بلکہ جس نے زمانے کے نشیب و فراز کو فرزانگی کی دوربین لگا کر دیکھا وے اس کے قائل ہو گئے یعنی ان کو اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا کہ جس نے تیرے اعلان کی پیروی کی وہ ادبار اور نکبت سے بچ گیا۔ اور جس نے تیرے اعلان کو نظر حقارت سے دیکھا اور اس پر عمل درآمد کرنے سے اغماض کیا اور سودی روپیہ لئے انکا ایسا خانہ خراب ہوا کہ خدا کسی دشمن کا نہ کرے۔ مگر اے میرے پیارے! اے میرے محبوب!! اگر دور زمانے سے جہان اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں وہاں تیرے پر نکتہ چینی کرنے والے اور تیرے اعلان کی بے قدری کرنے والے بھی اسلام میں ہی پیدا ہو گئے ہیں۔ مگر میری روح تیری قدر کرتی ہے اور حق کی قدر کرتی ہے تونے ہمدردی کا حق ادا کر دیا۔ تونے پوری غمخواری کی تونے لوگوں کے مالوں اور عزتوں کے بچانے کا پورا اہتمام کیا جس سے بہتوں کو فائدہ پہنچا اللہ تعالے تجھکو اس خیر کا اجر کثیر دے اور ہمکو تیرے اعلان کی تائید اور اسپر عمل کرنے کی توفیق رفیق نصیب کرے آمین ثم آمین۔

ہم تو جہاں سوچتے ہیں اور تجربہ صحیحہ کی شہادت قلمبند کرکے غور و خوض سے کام لیتے ہیں مسلمانوں کے ادبار اور نحوست اور تباہی کا ذریعہ اسی رسم بد کو پاتے ہیں اگر مسلمان اپنے دین کی ہدایت پر عمل کرتے تو کاہیکو ان خرابیوں کا شکار ہوتے مگر مشکل تو یہ پڑ گئی کہ ایک طرف تو سود دینے والے موجود تھے۔ دوسری طرف مذہبی احکام نظر انداز کئے گئے نتیجہ یہ نکلا کہ سودی قرضے لے کر فضول خرچی عیاشی کی گرم بازاری ہوئی مگر بقول آنچہ سر۔ نتیجہ عمل بد کا فعل بد ہے۔ بالآخر افلاس اور نکبت نے اپنی بھیانک شکل دکھلائی اور جو کچھ ماں باپ یا خویش اقارب سے ترکہ میں ملا تھا۔ نقد ہی تو عیاشی اور فضول خرچی میں اڑا ڈالی باقی رہی۔ جائداد اس کو سودی روپیہ پر گروی رکھکر بال بال سودی قرضے میں بندہ گیا جسکا بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ بزرگوں کا تمام اندوختہ بنئے مہاجنوں کے باپ دادوں کی جاگیر ہو گیا۔

ہمارے تو خیال ہی میں اور سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ اسلام نے صرف ایک ہی پہلو پر زور دیا ہو۔ یعنی اس امر پر کہ مسلمان کو روپیہ ہی جمع کرنے کے وسایل بہم پہنچانے چاہیئے خواہ وہ دوسرے کے تباہی اور ہلاکت کا ذریعہ کیوں نہ ہوں۔ اسلام کا منشا تو جہاں تک غور کیا جاتا ہے۔ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تدبیر کی جاوے کہ جس سے روپیہ بٹتا ہوا رہے نہ تو کوئی ایسا ہو جاوے کہ تمام غریب اور متوسط درجہ کے غرباکی تمام کی تمام جائدادیں اس کے قبضے میں آ جاویں اور وے اس کے قرضے سے بال بال بندہ جاویں اور نہ بالکل مفلس قلاش ہو جاوے اور سب کو کھو دیوے یہی وجہ ہے کہ اوسنے کلوا واشربوا ولاتسرفوا۔ جیسے پاک تعلیم دیکر ہمکو ایسی حرکات سے بچانے کا ذریعہ سمجھایا جو کہ مفلسی اور تنگدستی کا ذریعہ ہے اور امیروں اور صاحب جائداد و صاحب وسعت اصحاب کو زکواة دینے کا حکم دیا اور غریبوں یتیموں اور ناداروں کی پرورش کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور جا بجا قرآن میں ایک طرف تو احسان و مروت کرنے کا حکم دیا اور دوسرے طرف دنیا کی بے ثباتی کے نقشے کھینچ کر اور یہ ظاہر کیا کہ یہ تمام چیزیں چند روزہ فائدے ہیں اسلئے ان سے وہ کام لیا جاوے کہ جس کے لئے دراصل یہ چیزیں ہیں مثلاً اگر ایک آدمی کو مال و دولت کثرت سے خدائے تعالیٰ نے عطا کی ہے تو وہ محض اس لئے نہیں ہے کہ مزے کرے اور گل چھرے اوڑائے یا چور نگ بن جاوے اور کسی اپنے بنی نوع کو قطرہ میں نہ لاوے بلکہ رات دن اسی فکر میں منہمک رہے کہ کسی طرح یہ روپیہ بڑھے اور ترقی کرے نہیں نہیں! بلکہ یہ اس کی ایک آزمایش کا ذریعہ ہے جس سے اسپر بہت سے حقوق واجب ہو جاتے ہیں یعنی اس روپیہ اور پیسہ سے وہ کام لینا جس کے لئے وہ عطا کیا گیا ہے یعنی حق بحقدار رسانید پر عمل درآمد کرنا۔ اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام رضہ اگر دولت اکٹھی کرنی چاہتے تو بہت کچھ اکٹھی کر سکتے تھے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن نے جو دنیا کی بے ثباتی کے نقشے کھینچے تو اسکا ان وجودوں ہاں مبارک وجودوں پر وہ اثر پڑا کہ جسکا ایک نمونہ جناب آدم ثانی حضرت مولانا سید الاسلام ابوبکر صدیق علیہ الصلواة والسلام کی مبارک لائف کا ایک زرین ورق ہے کہ تمام اندوختہ کو راہ خدا میں خرچ کر دیا اور صرف ایک کمبل رکھ لیا

گر نتیجہ جانتے ہو کیا ہوا؟ کیا اس سے وہ بجائے قلاش ہو گیا یا اسپر ادبار نکبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے؟ ہرگز ہرگز نہیں بلکہ اوس تمام دولت و ثروت و حشمت کا مالک ہی بنایا گیا جس نے ذرے سے پیار نہیں کیا تھا بلکہ مولا کریم کی چاہت و محبت و الفت سے اسکا سینہ ایسا منور ہو گیا تھا جیسے پاک قندیل۔ اس میں شک نہیں کہ جس نے دنیا کی دولت کو لات ماری ہے اس کے قدم اس مادی دنیا کی دولت و ثروت چوما کرتی ہے اور جو اسکا غلام بنتا ہے وہ طرح طرح کے عذاب کے شکنجوں میں گرفتار ہو کر رنج و محن کا وارث ابدی بنتا ہے۔

آپ جیسے متبحر عالم کا یہ فرمانا کہ مذاہب نے بہتیرا ہی ہاتھ پاؤں ہلایا مگر وہ سود کے رواج کو ذرا بھی تو موقوف نہ کر سکا اکیلا اسلام ہی سود کا دشمن نہیں یہودی نصاری سبھی تو مذہبًا اس کے مخالف ہیں اور پھر کہو خزانے و ہر طرح سے بھی لیتے ہیں اور دیتے بھی ہیں یہاں تک کہ روم و مصر میں بھی برابر سود کا لین دین جاری ہے۔ نہایت ہی قابل افسوس کارروائی ہے۔ کیا حضرت! روم و مصر کا روپیہ اور یہود و نصاری کا چلن ہمارے لئے حجت ہو سکتا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں! ہم تو یہی کہینگے کہ روم و مصر جو ادبار کی حالت میں ہیں یا ان میں جو کچھ کمزوریاں ہیں وہ اسلامی احکام کی بے قدری کرنے کی وجہ سے ہی ہیں۔ آخر اسلامی سلطنت سابقہ انکے سو برس جو ہندوستان میں رہ چکی ہے۔ اور ترقی کے معراج تک پہنچی ہے وہ سود خوری سے تو ہرگز نہیں پہنچی ہے بلکہ اسلامی احکام زیر نظر رکھنے اور ان پر عمل درآمد کرنے کی وجہ سے ہی اسلام نے اپنے پیروؤں کو بادشاہ اور دنیا کا فاتح و مظفر و منصور بنا دیا۔ مگر روم و مصر نے اپنے بزرگوں کا جنکے وے جانشین ہوئے ہیں وہ تیہ چھوڑ دیا۔ اور یورپ کی تقلید اختیار کی محض اس لئے کہ یہ کامیابی کا زینہ ہے مگر انکی وہ مثل ہوئی کہ ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوئے نہ اودہر کے ہوئے۔ پس میرے خیال میں اگر آپ روم و مصر کا حوالہ بھی نہ دیتے تو بہتر تھا کیونکہ روم و مصر ہمارا قبلہ و کعبہ تو ہیں نہیں کہ ان کا روپیہ ہمارے لئے حجت ہو جس کے واسطے ہم قرآنی احکام کو پس پشت ڈالکر روم و مصر کے روپیہ کے گرویدہ ہو جاویں۔

ہم تو جہاں تک غور کر کے سوچتے ہیں ہماری عقل تو یہی فیصلہ کرتی ہے کہ سود کا چلن نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ تمام ہی نوع انسان کے لئے ایک مہلک مرض کی طرح سراسر خرابی سے مملو ہے۔ سود کا منشا تو یہ ہے کہ مال میں بڑھوتری ہوتی جاوے جس میں نہ تو محنت کی ضرورت اور نہ ہاتھ پاؤں سے کام لینے کی حاجت ہو یہی وجہ ہے کہ بنئے مہاجن جنہوں نے محض سود خوری کا وتیرہ اختیار کر رکھا ان کے پیٹ ایسے پھول جاتے ہیں کہ ان سے اٹھنا بیٹھنا دوبھر ہو جاتا ہے منجملہ دیگر وجوہات کے سود کی حرام مطلق ہونے کی ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس سے آدمی سست کاہل اور نکما ہو جاتا ہے اور ہے بھی سچ کہ جب بیٹھے بٹھائے سودی روپیہ سے فوائد حاصل ہوتے رہیں اور کافی رقم ہاتھ آتی رہے تو محنت کرے ان کی بیر ارے کیونکہ یہاں یہ تو ڈر ہی نہیں ہے کہ سستی اور کاہلی سے کہیں گھاٹا نہ آوے بلکہ یہاں تو ہمیشہ بڑھوتری کی ہی امید ہے۔ اگر کسی قرضدار نے قرضہ دینے میں تاخیر کی تاہم اصل رقم معہ سود کے کہیں نہیں جا سکتی۔

مقدمہ چلانے پر معہ سود و خرچہ وغیرہ کے ملنا ایک لازمی بات ہے اور اگر بفرض محال اس صورت میں بھی کسی قسم کی دشواری پیش آگئی یعنی قرضدار کے پاس روپیہ نہ ہوا تو گھربار معہ اسباب قرق کرکے گھربار سے بے دخل کر دینا سود خور کے نزدیک ایک سہل سی بات ہے پس بتلائے کہ اسکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ سوداگری کے لئے مال خریدے محنت و تکلیف برداشت کرے پھر ایسے ہی اسکو فروخت کرنیکا ناگوار بوجھ برداشت کرے۔

اس میں شک نہیں کہ ایسی کمائی سے انسانی قویٰ کی سخت بیحرمتی ہوتی ہے قرآن شریف کا منشا یہ ہے کہ تمام قویٰ کو مناسب موقع پر استعمال کیا جاوے اور ان سے وہ کام لیا جاوے کہ جس کے لئے وے بنائے گئے ہیں اس لئے ان سے ایسے کام سے منع فرمایا کہ جسکا وجود ہی باعث خرابی ہو۔ قرآن نے احسان کرنے مروت کرنے کی تعلیم محض اس لئے نہیں دی کہ ہم اسکو پس پشت ڈالکر خود غرضی میں مبتلا ہو جاویں بلکہ اس لئے کہ اسپر عمل درآمد کریں اور بنی نوع انسان کو اسکے ذریعہ سے فایدہ پہنچاویں اگر روپیہ ہے تو غریبوں اور ناداروں کا بھلا کرنا اور انکی دستگیری کرنی وقت پڑے پر ان کی مدد کرنی نہ صرف ضروری بلکہ نہایت ہی ضروری و لازمی ہے مگر جسکو سود خوری کا چسکا لگ گیا وہ نہ تو احسان کر سکتا ہے اور نہ اسکی آنکھوں میں مروت آ سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالے نے سود خوری کے واسطے فرمایا کہ یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات اور فی الحقیقت سود کی رسم مٹانے کے لایق ہی ہے کیونکہ اس سے نہ صرف ایک اخلاقی گناہ سرزد ہونا ممکن ہے بلکہ بہت سا غور کرنا چاہئے کہ اگر ہمکو خدا نے دولت دی ہے تو وہ اس لئے تو ہے ہی نہیں کہ اسکو سینت سینت کر رکھیں ایسا کہ اسکو ہوا نہ لگے۔ بلکہ محض اس لئے ہے کہ اس سے اچھا کام بھی نکالیں اور غریبوں اور ناداروں کا کام بھی نکالیں مگر سود خوری کا لالچ ایسے وقت کہ اگر دولت ہے اور بدقسمتی سے سود خوری کا مہلک مرض لگ گیا ہے تو یہ سکھلاتا ہے کہ ایسے دینے سے اتنا نقصان ہوگا اور سودی دینے سے اتنا فائدہ پس وہ ہمدردی نیکی اور اخلاقانہ کارروائی کو چھوڑ دیتا ہے جس سے احسان و مروت ایسی کافور ہو جاتی ہے کہ خدا کی پناہ۔ کیا اس کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ اپنے ایک ہم جنس کی غریبی ناداری تنگدستی پر رحم کرتا اور اسکی بیکسی پر کچھ تو نظر شفقت کرتا مگر سود خوری کا چسکا جو اسکو لگا ہوا تھا اس کے لالچ نے اسکو ایسے پاکیزہ اخلاق سے روک دیا کہ جسکا ہونا ایک ایسی ذات میں ضروری اور لابدی ہے کہ جسکو دولت و مال عطا کیا گیا ہے پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سود خوری سے خود غرضی۔ طمع۔ لالچ۔ قطع رحمی۔ بے مروتی۔ ناحق شناسی۔ کنجوسی۔ تنگدستی۔ بخیلی وغیرہ بداخلاقیاں پیدا ہو کر انسان کو ایک وقت ایسے درجہ تک پہنچا دیتی ہیں کہ اول درجہ کا بے رحم۔ ظالم۔ جابر۔ وغیرہ ہو جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ دوسروں کی جائدادوں کو قرق کراتے ہیں ذرا بھی نہیں جھجکتا اور ذرا نہیں اس کے ظلم و ستم سے بھرے ہوئے دل میں قرضدار کی غریب اولاد کا ترس آتا کہ وے آفت کے مارے اور بدقسمتی کے مارے کہاں رات بسر کرینگے کیسے اپنے زندگی کاٹینگے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے اخلاق سوز اور اخلاق کے خرمن میں آگ لگانے والی رسم کا قلع قمع کیا اور صاف فرمایا کہ یمحق اللہ الربوٰا۔ کیونکہ اس سے بندگان الٰہی کی ہلاکت اور تباہی پوری پوری ہو جاتی ہے چند روپیہ لیکر بیڑا غرق ہو جانا امر ممکن ہے لطف یہ کہ حضور کے آگے سود کے نتیجے دینے میں کوئی اخلاقی برائی تو سمجھ میں نہیں آتی مگر ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا یہ اخلاقی بھلائی ہے۔ یا یہ کہ اخلاق کا اعلےٰ نمونہ ہے کہ ایک شخص نے سودی روپیہ لیا اور بعض وجوہات سے ادا نہ کر سکا میاں سود خوار نے نالش ٹھونکدی قرضدار کے پاس کچھ تو تھا ہی نہیں آخر سود خوار صاحب کی نظر غریب کی مکان رہایش پر لگی لہذا ڈگری ہوئی پر اسکو قرق کرا کے چلتے ہوئے اور نہ اس غریب کے بال بچوں کی اور اس کے بے گھرے بے درے ہونے کا خیال کیا اور نہ اس کے افلاس اور تنگدستی پر رحم کھایا۔ شاید آپ کے نزدیک یہ اعلیٰ درجہ کا اخلاق ہو تو ہو پر ہم تو اسکو سود خوری کی اخلاقی برائی کہیں لاکر سود کو مضر ہونے کے لئے ایک ایسی معقول دلیل تصور کرتے ہیں کہ جس سے رحم ۔ شفقت علیٰ خلق اللہ ۔ احسان ۔ مروت ۔ عطاء ۔ فیض وغیرہ کا کافور ہونا اظہر من الشمس ہے ۔ اور قطع رحمی ۔ بداخلاقی بلکہ کج خلقی بے رحمی ظلم و ستم ۔ بلکہ جور و ظلم غریب کشی پر دال تصور کرینگے ۔ غرضکہ جہاں تک ہم غور کرتے ہیں ہماری سمجھ میں تو عقلی اور اخلاقی برائی نہ ایک نہ دو بلکہ بہت سی سمجھ میں آتی ہیں مگر آپ ہیں تو عقلی اور اخلاقی برائی سے ہی منکر ہیں مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کس عقل اور اخلاق کی کسوٹی سے اسکو پرکھتے ہیں جو وہ آپ کو شاہراہ سے کوسوں دور لیجاتی ہے ۔ جس سے کہ آپ کو سود خوری کے جواز پر کوئی عقلی اور اخلاقی گناہ نظر نہیں آتا حالانکہ ہماری تحقیقات اسکو سراسر بداخلاقی اور بے عقلی یقین کراتی ہے ۔ کہ ایسی بات کا رواج دیا جاوے کہ جس سے بنی نوع انسان فتنہ میں پڑ کر تباہی اور ہلاکت کی جانگداز بھٹی کا کندہ بنیں ۔

پھر آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”اسلام کے علاوہ تمام دوسرے ادیان میں ہم ایسے رخنے نکال سکتے ہیں مگر سود کے مسئلے نے ہماری ساری شیخی کرکری کردی اور منہ پر مہر لگادی ۔ دوسرے ادیان کے رخنے انکی آنکھوں کا ناخنہ ہیں تو سود کا مسئلہ اسلام کی آنکھ کا ٹینٹ ہے ۔ قرآن میں تو مسلمانوں کو صرف سود لینے کی مناہی ہے اتنی مناہی نے بھی مسلمانوں کو معتدبہ نقصان پہنچایا کہ جس کے پاس بزرگوں کی متروکہ دولت تھی کچھ اور نہ کرتے تو سود کے ذریعہ سے اسکو بڑھاتے شرعیہ ممانعت نے یہ بھی نہ کرنے دیا“ الحقوق والفرائض حصہ دوم صفحہ ۱۴۴

سچ ہے مولانا شریعت نے بہت برا کیا جو مسلمانوں کو معتدبہ نقصان پہنچایا اور ان کو بزرگوں کی متروکہ دولت کو بذریعہ سود کے ترقی دینے سے روک کر صریح خسارہ میں ڈالا ۔ جبھی تو آپ کو یہ بات تسلیم کرنی پڑی کہ اگر دوسرے ادیان کے رخنے انکی آنکھوں کا ناخنہ ہیں تو سود کا مسئلہ اسلام کی آنکھ کا ٹینٹ ہے کیوں نہ ہو اسلام نے کام ہی ایسا برا کیا ہے جو اسکے روشن اور چمکتی ہوئی آنکھوں کا نام ٹینٹ رکھا گیا ہے اگر اسلام سود کے جواز کو حرام نہ کرتا اگر اسلام بیع کو حلال نہ کرتا تو نہ مسلمانوں کو بقول آپ کے نقصان اٹھانا پڑتا اور نہ اسلام کی روشن آنکھیں ٹینٹ اپنا نام رکھاتیں ۔ مگر اسلام کی بدقسمتی افسوس صد افسوس کہ اسکی بدقسمتی کا اثر جناب کے وجود باجود پر بھی اثر کئے بدون نہ رہا اس نے آپ کی ساری شیخی کرکری کردی اور آپ کے منہ پر مہر لگادی ۔

مگر سوال یہ درپیش ہوتا ہے کہ جب مہر لگ گئی تھی تو جواز سود کی تدبیریں کیسے آپ بیان کر سکے ساری شیخی کی کرکری کو تو ہم مان لیتے ہیں اور شرح صدر سے مان لیتے ہیں مگر مہر لگنے کے بعد جواز سود کی تدبیریں بیان کرنا ثابت کرتا ہے کہ مہر تو ہرگز ہرگز نہیں لگی ہو نہ ہو ایسا ہوا کہ کسی مجلس میں یا کسی سود خور حضرت سے مقابلہ کے وقت اسکی حرمت کی توجیہ کرنے سے آپ قاصر ہوگئے ہونگے ۔ یعنی اسوقت آپ سے اس کی گرفت اور اعتراضوں کا جواب شاید نہ بنے کے حالت میں آپکو خاموش ہونا پڑا ہوگا اس لئے اس مضمون کے لکھتے وقت وہ سماں آنکھوں کے سامنے پھرنے سے آپ مہر کا لفظ نکال بیٹھے ورنہ فی الحقیقت ہم کو مہر لگ جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی وجہ یہ کہ اگرچہ آپ نے سود خوری کے لئے بہت ہاتھ پیر مارتے ہیں تاہم اسباب کا تو ضرور اقرار کرنا پڑا یا یوں سمجھئے کہ حرمت سود پر جو اسلام نے جابجا قرآن پاک میں ارشاد فرمائے ہیں اس کے اقرار کا پیالہ تو ضرور آپ کو پینا پڑا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نہ حرام کا اقرار کرنے سے آپ کے منہ پر مہر لگی اور نہ حلال ثابت کرنے کی آپ کے منہ پر مہر لگی اور نہ حلال ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پیر مارنے اور زبان ہلانے سے آپ مہر لگی کے مصداق ثابت ہوتے ہیں ۔ رہا شیخی کا کرکری ہونا اسکو تو ہم تسلیم ہی کر چکے ہیں ۔ مگر مولوی صاحب اسلام بیچارہ بھی کیا کرے وہ تو اپنا نام ہی اب اسلام رکھانے سے آپ جیسے وجودوں کی واویلا دیکھکر پچھتا رہا اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ اے کاش! میرا نام اسلام نہ رکھا جاتا تو بہتر تھا ۔ کیونکہ میرے اسلام نام نے ہی مجھکو مجبور کیا ہے کہ میں ایسی تمام رخنوں کا قلع قمع کروں جن سے قوی انسانی کی بیحرمتی ہوتی یا جس سے بنی نوع انسان پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں یا ہلاکت اور تباہی کی اچانک یا بے وقت لاٹھی ٹوٹتی ہے ۔ ع ۔ اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت ۔ آپ کی ساری شیخی کی کرکری ہونیکا جب خیال آتا ہے اور آپ کے منہ پر مہر لگنے کا آپ کے قول کے بموجب جب سماں آنکھوں کے سامنے پھرتا ہے تو بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ اے کاش! اسلام اگر ہمدردی کا سبق نہ دیتا اور قوائے انسانی کو برمحل و موقع استعمال کرنے کی تعلیم نہ دیتا اور انسان کو کاہل سست اور بے کار بیٹھے رہنے کی تعلیم دیتا اور کوشش و محنت کرنے کا سبق نہ پڑھاتا یا ظلم و ستم اور جور کو جڑ سے اکھیڑنیکا بندوبست نہ کرتا دوسرے کی امداد کرنی یعنی غریبوں ناداروں یتیموں بیکسوں بیکس بیپرسوں کی خبرگیری کا حکم نہ دیتا قطع رحمی ۔ بے مروتی بے رحمی لالچ ۔ طمع ۔ حرص ۔ دوسروں کا مال ہضم کرنے کا سبق پڑھاتا تو نہ تو اسکی روشن آنکھیں ٹینٹ کہلاتیں اور نہ اس کے وجود پر کوئی کسی قسم کا اعتراض کرتا مگر اسلام نے کام ہی ایسا کیا ہے کہ ایک طرف ان باتوں سے روکنا چاہا جو ہلاکت اور تباہی کا پیش خیمہ ہیں دوسری طرف غمخواری اور ہمدردی کے پہلو کو مدنظر رکھا ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ اسکا یہ خیال کہ روپیہ بٹتا ہوا رہے اور دنیا کی تمام دولت چند ایک کے پاس نہ جاوے اور اسطرح بنی نوع انسان تباہی و خسران میں پھنس جاویں ضرور قابل قدر تھا مگر زمانے کی نیرنگیاں فلک

الافلاک کے ظلم و ستم نے آخر کار ہمارا اسلام پر بھی حملہ کر ہی دیا۔ پہلے تو ہم نے یہی سمجھا تھا کہ یہ صرف مادی دنیا کے عاشقوں اور عشق مزاجوں کا ہی دل جلایا کرتا ہے اور ان کو ہی طرح طرح کی ٹھوکریں کھلایا کرتا ہے مگر اب معلوم ہوا کہ یہ چرخ کہن غمخواروں ہمدردوں کا بھی جانی دشمن ہے اور ہے بھی سچ دنیا میں یہی سلسلہ جاری ہے یا یوں سمجھو کہ مادی دنیا کی گھاتیں بڑی نامراد گھاتیں ہیں یہ ہمیشہ سے ہر ایک کے ساتھ چلتی رہی ہیں اغیار و الامعاملہ کرتی رہی ہے اور کبھی بھی اس نے کسی سے وفاداری نہیں کی دیکھو کہ جب اسلام نے عرب جیسے ظلمت کدے میں جنم لیا اور یہ حضرت اسلام اپنی ہمدردی دکھلانے یعنی آپ کے دل نے جوش مارا کہ عرب کے پوت پتھر پرستی کو چھوڑ دیں اور خدا پرستی اختیار کریں اخلاق رذیلہ کو چھوڑ کر اخلاق کیسے کیسے پہلوان اور بہادر پوت تہ تیغ کئے گئے کیسی کیسی ان کی درگت بنائی گئی گئی رفع تو ان کو اپنی جان کے ہی لالے پڑ گئے پر یہ حضرت نہ ہمدردی سے ہٹے اور نہ غمخواری کا خبط ان کے دماغ سے دور ہوا بلکہ جوں جوں ان کے فرزند زیادہ سے زیادہ ان کے مقصد ادا کرنے میں کام آئے توں توں ان حضرت کا غمخواری ایک آگ تھی اور ان کے بہادر فرزندوں کا اپنے مقصد ادا کرتے ہیں جانیں دینا تیل کا کام دیتا تھا جس سے کہ ہمدردی اور غمخواری کی آگ ان کے سینہ میں اور بھی بھڑکتی تھی۔ آخر کار وہ وقت بھی آ گیا کہ کامیابی کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا اور ان کو دولہا بنایا گیا یہ کامیاب اور بامراد ہوئے اور ان کے مخالفت کرنے والی مادی دنیا معہ اپنے دنیا پرست فرزندوں کے ناکامی اور نامرادی کی مجسم تصویر بنکر اور لوگوں کو کرشمہ نامرادی اور ناکامی دکھلا کر حرف غلط کی طرح مٹ گئے۔ غرضکہ ہمدردوں کے ساتھ ہمیشہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے وجہ یہ کہ ان کے اندر ہی ایک طرح کا عشقی مادہ سرایت کر گیا ہوتا ہے اور اس لئے اس کی ہمدردی کی بے قدری کرنے والے جہاں پیدا ہوتے ہیں وہاں قدردان بھی کسی نہ کسی قدر ضرور ہوتے ہیں مگر یہ سچ ہے کہ ابتدا میں بے قدروں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور قدردان تھوڑی مگر ہوتے دونوں فریق ضرور ہیں اس لئے بے قدر ان حضرات زیادہ سے زیادہ نکتہ چینیاں کرنا ہی باعث فخر خیال کرتے ہیں کیونکہ ان کی ظاہر بین آنکھ کو عیب ہی عیب نظر آتا ہے ثواب کی کوئی توجہ کی طرف نہ تو وہ خیال ہی کرتے ہیں اور نہ سوچتے ہیں پس جو منہ میں اور خیال میں آتا ہے کہہ اٹھتے ہیں ورنہ بات تو سیدھی سی ہے کوئی پیچ دار بات نہیں تجربہ اور مشاہدہ گواہ ہے کہ سود خوروں کو ذریعہ کسقدر ظلم ڈہائے گئے ان کے وجود کیسے خرابی کا باعث اور ہلاکت کا ذریعہ ہوئے انہی کی ہی بدولت بدچلنی اور عیاشی کی جرأت ہوئی جس کے باعث بزرگوں کی متروکہ دولت کوڑے کوڑے آنکھوں کے سامنے نیلام و قرق ہو کر بنئے مہاجنوں کے باپ دادوں کی جاگیر ہو گئی وہ جو ایک وقت خود ایسے تھے کہ کسی آنکھ سے ہیٹے غریب نادار کو خطرے میں نہیں لاتے تھے ہر وقت رہتا کے نشہ میں مخمور تھے امیری اور دولت اور صاحب جائداد ہونیکا غرہ تھا۔ اب ایسے پڑے مکھیاں مار رہے ہیں کہ کوئی پوچھتا ہی نہیں کہ میاں تم کس باغ کی مولی ہو؟ مگر کیا کریں! شومئی اعمال نے یہ روز بد دکھایا اگر اسلام کے تابعدار رہتے احل اللہ البیع وحرم الربوا کو زیر نظر رکھتے تو کاہیکو ہلاکت اور تباہی کی مجسم تصویر بنکر باعث عبرت ہوتے

اس میں شک نہیں کہ آپ کی بیان کی ہوئی تدبیروں پر مسلمانوں کے سود لینے سے یہ تو ضرور ہوگا کہ مسلمانوں کی جائدادیں جو آئے دن بنئے مہاجنوں کے ہاتھوں جاتی ہیں نہ جاوینگی مگر یہ تو ضرور ہوگا کہ بنئے مہاجنوں کے قائمقام مسلمان ہو کر۔ ع۔ مرے کو ماریں شاہ مدار + والی مثال کو پورا کرینگے جس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ نہ تو ہمدردی ہوگی اور نہ سودی روپیہ لینے کا چلن بند ہوگا اور نہ عیاشی اور فضول خرچی کے روکنے کا سدباب ہوگا مگر کہے کون اور سمجھائے کون یہاں تو یہ حالت ہے کہ شریعت اسلام نے برا کیا اور بہت برا کیا کہ سود کے لینے کو منع کیا جس سے مسلمانوں کو معتدبہ نقصان پہنچا بزرگوں کی متروکہ دولت کو سودی پر دیکر بڑہاتے تو واری نیارے ہو جاتے ہیں مسلمان مسلمان بھائی کا گلہ کاٹتے کسی ہندو کافر مشرک کو یہ موقع ہی نہ ملتا مگر مسلمانوں میں جو اہل دولت تھے سود کی ممانعت کر کے اسلام نے لٹیا ڈبو دی اس میں شک نہیں کہ دنیا نے اس وقت اپنی بہار اور جوبن کی بھڑک ایسی دکھلائی ہے اور وہ ایسی عروس حسین مہ جبین سرو قد سیمیں عذار نرگس چشم سنبل زلف بنکر نکلی ہے کہ زاہد صد سالہ بھی اسکو دیکھکر لٹو ہوا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر طرف سے دنیا پرستی کی آوازوں نے ہمارے مغز کو چاٹ لیا ہے۔ مگر دین کا ظرف ایسا خالی رہ گیا ہے کہ اس میں خال خال کوئی نظر آتا ہے مگر ہے ضرور اس لئے ہر ایک کہ وجہہ دنیا کی غرض ہی جھکتا ہے فائدے کی بات ہے کہ جس طرف کی کشش زیادہ ہوئی ہر کوئی اسی طرف جھکتا لازمی امر ہے الناس علی دین ملوکھم تو سنا اور پڑھا ہی تھا مگر اب مشاہدہ نے اسکو سچ کر کے دکھلا دیا پتلون کوٹ کالر نکٹائی کی بہار تو دیر سے قول مذکورہ بالا کی تصدیق کرتی تھی مگر یہ امید کم تھی کہ جبہ پوش حضرات پر بھی الناس علی دین ملوکھم حملہ کئے بدوں نہیں رہیگا مگر مشاہدہ نے یہ بات بھی آسان کر دی کہ وہ جو دین کے سمجھنے کے دعوے دار تھے جن کو دعوے تھا کہ ہر ایک مجتہد بن سکتا ہے اسبات کی طرف مطلق نہ وہ بیان کرکے کہ اسلام نے سود کو کیوں حرام کیا ہے اس کے جواز کی وہ وہ تدبیریں پیش کیں کہ توبہ ہی بھلی۔

اس کے بعد آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "سب سے آسان تدبیر جو سوجھہ پڑتی ہے۔ وہ یہی ہے کہ ہم اپنی خاص حالت کی وجہ سے اپنے تئیں حکم ممانعت سود کا ماموربہ اور مخاطب ہی قرار نہ دیں تو یہ اس سے بدرجہا بہتر ہوگا کہ ماموربہ اور مخاطب بنکر بیباکی اور شوخ چشمی کے ساتھ خلاف حکم کریں۔ معتقدات اور عبادات کے علاوہ معاملات کا اڑنگا ہمارے پیچھے ایسا لگا ہے کہ ہم حکم تشریع کی تعمیل کرنا چاہیں بھی تو نہیں کر سکتے ایکٹ ہو تو کہی جاوے۔ رجم زانی قطع ید سارق مسلمانوں کے مقابلہ میں نامسلم کی شہادت میعاد۔ سماعت حدود وغیرہ احکام شرعی ہیں کہ انگریزی عملداری میں معطل ہیں قانون شریعت کو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی اب نہ ہندوستان میں پورا اسلام ہے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں "" الحقوق والفرائض حصہ دویم صفحہ نمبر ۱۴۴۔

اس میں شک نہیں کہ یہ بہانہ بہت عمدہ دستیاب ہوا ہے۔ مگر ہمارے خیال میں اس سے بہت ہی آزادی کی صورت نکل آوی۔ اور سارے جھگڑوں بکھیڑوں سے پاک ہونے کی سبیل تیار ہو گئی

کیونکہ جب قانون شریعت کو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی اور ہندوستان
میں بوجہ اس کے کہ رجم زانی اور قطع ید سارق وغیرہ امور ادا نہیں ہوتے
اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں تو جو جی میں آئے کر گذرنا نہ صرف ضروری بلکہ
نہایت ہی ضروری ولازمی بات ہے۔ اب ایک شخص اپنے کو نماز کا روزہ
کا حج کا زکوٰۃ کا مامور بہ اور مخاطب نہ سمجھے تو کوئی بھی عیب کی بات نہیں
کیلئے خواہ دھڑلے سے زنا کرے۔ بدمعاشی عیاشی کرنے کی کوئی
رکاوٹ نہیں۔ ہاں انگریزی قانون کا خیال کرے ایسا نہ ہو کہ اس کے
شکنجہ میں قابو آجائے ورنہ شریعت کیطرف سے بیفکر ہو اس کو تو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی
وہ بالکل بیکس اور کس مپرسی کی حالت میں پڑ گئی اسی طرح نکاح طلاق وغیرہ قواعد کی کچھ پابندی
بھی ضروری نہیں مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک کے ہم مامور بہ اور مخاطب نہیں خیال کئے
جاسکتے تو دوسرے کے مامور بہ اور مخاطب کیسے یقینی ہو سکتے ہیں اور ایسی ہی تمام کا صفایا ہوا
جاتا ہے پھر مولوی صاحب الحقوق والفرائض کی تصنیف کا ناگوارہ بوجہ برداشت کرنا چہ معنے وارد
کیا وہ قانون شریعت جو جگہ جگہ سے دیمک چاٹ گئی تھی جس میں سے بعض امور کے ہم مامور بہ مخاطب
ہی نہیں تھے کسی نئے لباس پہننے کا حق رکھتا تھا؟ ہرگز نہیں! پھر آپ یہ کیا کر بیٹھے؟ بتلائے کہ آپکے
اس اصول کو مدنظر رکھکر ایک شخص اپنے آپکو زنا کا چوری کا۔ عیاری کا ٹھگی کا ڈکیتی کا مامور بہ اور
مخاطب نہ سمجھکر یہ کام شروع کردے تو اسکو قائل کرنیکے لئے کیا دلیل ہو سکتی ہے یعنی اسکی عدم جواز
اور سود کے جواز ہونیکی کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ ہماری تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اس کی ذریعہ سے تمام
اور معتقدات کے علاوہ معاملات کا اڑ لگا ہمارے پیچھے لگا ہے کہ ہم حکم شرع
کی تعمیل کرنا چاہیں تو نہیں کرسکتے کیونکہ تجربہ صحیحہ شاہد ہے کہ اگر چاہیں تو
کرسکتے ہیں اور اگر نہ چاہیں تو نہیں کرسکتے ہیں۔ غور کیجئے کہ! کیا ایک شخص چاہے
تو زناکاری کرنے سے نہیں رک سکتا؟ بے شک رک سکتا ہے ایسے
ہی شراب خوری قماربازی عیاشی سے بھی رک سکتا ہے ایسا ہی اگر
ایک شخص دوسروں کے حال ومال پر رحم کرنا چاہیئے تو سود کھانے سے
بے شک پرہیز کرسکتا ہے بشرطیکہ لالچ کا پتلا نہ بن گیا ہو اور قطع رحمی کے
مرض نے اس میں اپنا گھر نہ کرلیا ہو۔ ایسا ہی اگر ایک شخص چاہیئے تو سودی
روپیہ لینے سے پرہیز کرسکتا ہے۔ ہماری تو سمجھ میں یہی آتا ہے کہ مذکورہ بالا
معاملات انسان چاہے تو کرسکتا ہے اور نہ چاہیئے تو نہیں کرسکتا اور اسی
طرح تمام قرآن کے اوامر ونواہی کا حال ہے یعنی قرآن نے ایسے ہی امور پیش
کئے ہیں کہ جنپر بفضل اللہ انسان عمل درآمد کرسکتا ہے پھر بتلائے کہ اڑنگے کی
کیا دال گل سکتی ہے + یہ بات الگ ہے کہ جب دولت زیادہ ہوگئی تو
بقول اس کے کہ دولت میں ڈوب گئے خدا کو بھول گئے۔ اپنے حالت کو حکم
ممانعت سود کا مامور بہ مخاطب بننے سے انکار کردیا یا زنا اور شراب وجوئے
کے مامور بہ اور مخاطب بننے سے منکر ہوگئے اور لگے گل چھرے اوڑانے
اوڑ آئے اور شوق سے اور مزے سے اوڑائے مگر مامور بہ اور مخاطب
تو ضرور ہیں۔ غضب! کہ آیا تو قرآن مامور بہ اور مخاطب بنانے کے لئے
گر آپ یہ پٹی پڑھاتے ہیں کہ سب سے آسان تدبیر جواز سود کی یہ
ہے کہ اپنی حالت کا خیال کرکے اس کے مخاطب بننے اور مامور بہ
ہونے سے منکر ہو جاؤ۔ حالانکہ یہ اصول تمام بدیوں اور بدکاریوں کے
لئے زرین اصول ہوسکتا ہے۔ ہاں رجم زانی قطع ید سارق وغیرہ یہ ایسے حکم ہیں کہ انکا تعلق بادشاہ
اسلام سے ہے ہم سے اسکی بازپرس نہیں ہوتی کیونکہ ہم اس کی اہل نہیں ہیں مگر حکم ممانعت
سود کا زنا کا چوری کا ڈکیتی کے شراب خوری قماربازی تو ضرور مخاطب و مامور بہ
ہیں اگر ہم ایسے خوش فہم ہو جاویں کہ صرف حالت اور دولت کے .....

نشہ میں ایسے محبوط الحواس ہو جاویں کہ سود کی ممانعت کا اپنے تئیں مامور
بہ اور مخاطب نہ سمجھیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایک ایسا وقت بھی ہمارے
پر آجاتا ممکن ہے کہ ہم اپنے کو نماز کا روزہ کا حج کا زکوٰۃ وغیرہ کا بھی مامور بہ
اور مخاطب نہ سمجھکر اباحت اختیار کرلیں اور یہ تو آپ نے فیصلہ ہی کردیا ہے
کہ اب ہندوستان میں نہ وہ اسلام ہے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں اس لئے
جو جی میں آئے کر گذرو۔ کیا ایسی باتیں اور فتاوے بدکاری کے سیلاب کا بند کھول
نہیں دیتے۔ کیا ایسے فتاوے دنیا کے لئے تباہ کن مواد اکھٹا نہیں کرتے
ہماری تو یہی سمجھ میں آتا ہے۔ جہاں تک ہمنے غور وخوض سے کام لیا ہے کہ
ایسے اشارے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے بدی اور بدکاری کا
وتیرہ اختیار کر رکھا ہے بہت ہی مفید ہو سکتے ہیں مسلمان نوابوں اور
امیروں میں سے اکثروں نے جو احکام شریعت سے اغماض کرکے ہر ایک
بات میں اعتدال سے باہر قدم رکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بھی کسی آپ
جیسے مہربانوں نے سبق پڑھائے ہیں۔

چونکہ خط امید سے زیادہ لمبا ہوگیا ہے اس لئے سردست بس کرتا
ہوں جواب آنے پر اگر ضرورت پڑی تو کچھ اور بھی عرض شاید کرسکوں بشرطیکہ
تسلی نہ ہوئی ورنہ زیادہ لکھنے کی کیا ضرورت کیونکہ ہم نے تو صرف
ایک مسئلے کے عیب وثواب سے آگاہی حاصل کرنی ہے وبس ایسے جھگڑوں
سے اپنے کو کیا واسطہ اور مطلب کیونکہ نہ تو ہمارا یہ کام ہے اور نہ ہمیں
اتنی فرصت ہے۔ فقط خاکسار عاجز۔ محمد حسین از لاہور چھاونی۔
۱۷ دسمبر ۱۹۰۷ء

استفسار بمعہ جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جناب حضور حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض بندہ عاجز چنان است کہ خود این عاجز بجناب حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام عریضہ کردہ بودم درباب بیان نمودن معانی صفاتِ اللہ تعالیٰ
مثل وجہ اللہ۔ ونور۔ ومحیط۔ ونحن اقرب۔ وھو معھم
این ما کانوا۔ واز طرف حضور علیہ السلام چنین جواب باصواب آمد و آنچہ
اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمودہ است بر آن ایمان آرید و تفاصیل آن حوالہ بخدا
کنید۔ الغرض من ایمان آوردہ ام بفرمودہ اللہ تعالیٰ و تفصیل آن حوالہ بخدا
میکنم وکردہ ام۔ لیکن مطلب من فقط ہمیں است کہ آنچہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ
فرمودہ است مثلاً وجہ اللہ۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض۔ الا انہ
بکل شیءٍ محیط۔ ونحن اقرب الخ۔ ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن
الخ۔ ما یکون من نجوی ثلٰثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم
ولا ادنیٰ من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا۔ ترجمہ من بندہ
از روی لغت معانی آیات مکتوبہ چنین ہستند۔ روی خدا۔ خدا نور آسمانہا است ونور
زمین است۔ آگاہ باش او بہر چیز گرداگرد است۔ ما نزدیک ہستیم۔ او
اول است وآخر است وآشکارہ است ونہان است۔ نیست ہیچ گروہ مگر